25

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

29 جمادی الثانی تا 5 رجب المرجب 1430ھ / 23 تا 29 جون 2009ء

جاگیرداری نظام کا خاتمہ کیسے ہو؟

حضرت عمر فاروقؓ کے اجتہاد کے مطابق جو علاقے کسی بھی وقت مسلمانوں نے بزورِ شمشیر فتح کیے ہوں ان کی زمینیں قیامت تک کے لئے خراجی قرار پاتی ہیں۔ پاکستان کی اکثر و بیشتر اراضی بھی خراجی ہیں۔ پاکستان کی زمینیں کسی شخص کی ملکیت نہیں ہیں، کسی کے باپ کی جاگیر نہیں ہیں۔ یہ جاگیریں جو جاگیرداروں کے پاس ہیں، انگریز حکمرانوں نے اپنے حواریوں اور کاسہ لیسوں کو مسلمانوں سے غداری کے عوض انعام میں دی تھیں، لہٰذا جاگیرداروں اور زمینداروں کا حقِ ملکیت ازخود ساقط ہو جاتا ہے۔ نظامِ خلافت میں ہمیں ایک نیا بندوبست اراضی تشکیل دینا ہوگا، تاکہ زمین کے سینے کو چیرنے والے اور اس میں اپنا خونِ جگر دینے والے کاشتکار کو بھی اس کی محنت کا معاوضہ مل سکے۔ ایک کاشتکار، یہ کسان، یہ ہاری سب کے سب حیوانوں کی سطح پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ کبھی کمیونزم کے سرخ سویرے کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی کوئی دھوکہ باز کوئی اور سبز باغ دکھا کر انہیں اپنے پیچھے لگا لیتا ہے۔ اس معاملے میں بھی اصل جرم ہمارا ہے کہ اسلام نے جاگیرداری نظام کے خاتمے کا جو حل دیا ہے، اسے ہم اختیار نہیں کرتے، لہٰذا یہ لوگ پھر چار و ناچار کسی دوسرے ''ازم'' کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ بہرحال جاگیرداری کا سدِ باب حضرت عمرؓ نے اپنی بے پناہ بصیرت کی بناء پر کر دیا تھا اور آج بھی اسی اجتہاد کو بنیاد بنا کر ہم موجودہ زمینداری نظام کو ختم کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ

اس شمارے میں

قیامت خیز ہفتہ

کیا یہ لوگ جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں؟

توانائی کا بحران: خوفناک حقائق

امریکہ اور یورپ میں اسلام کی اشاعت

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی المناک شہادت

ضرورت ہے کچھ خاص لوگوں کی

پاکستان کو عراق بنانے کی سازش

آپریشن راہِ راست یا براہِ راست

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

سورۃ الاعراف
(آیت 148)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ وَاتَّخَذَ قَوۡمُ مُوۡسٰی مِنۡۢ بَعۡدِہٖ مِنۡ حُلِیِّہِمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّہٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّہٗ لَا یُکَلِّمُہُمۡ وَلَا یَہۡدِیۡہِمۡ سَبِیۡلًا ۘ اِتَّخَذُوۡہُ وَکَانُوۡا ظٰلِمِیۡنَ ﴿۱۴۸﴾ ﴾

’’اور قومِ موسیٰ نے موسیٰؑ کے بعد اپنے زیور کا ایک بچھڑا بنالیا (وہ) ایک جسم (تھا) جس میں سے بیل کی آواز نکلتی تھی۔ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ اُن سے بات کر سکتا ہے اور نہ اُن کو رستہ دکھا سکتا ہے۔اُس کو اُنہوں نے (معبود) بنا لیا اور (اپنے حق میں) ظلم کیا۔‘‘

جب موسیٰؑ کوہ طور پر گئے تو پیچھے سامری نے ایک فتنہ اٹھایا۔اسرائیلیوں کے پاس قبطیوں کے زیورات امانتاً رکھے ہوئے تھے۔قبطی اسرائیلیوں کو ابراھیم علیہ السلام کی نسل میں ہونے کی بنا پر امانت دار جانتے تھے۔اسرائیلی جب وہاں سے چلے تو دشمنوں کے زیورات بھی ساتھ لے گئے۔ سامری نے وہ سارے زیورات آگ میں ڈال کر تپائے اور گلائے اور پھر اس سے بچھڑے کی شکل بنائی اور اُس میں ایسی مہارت دکھائی کہ جب اُس میں سے ہوا گزرتی تو اس کے سوراخوں میں سے ایسی آواز آتی جیسے بچھڑا بول رہا ہو۔سامری نے یہ کہہ کر لوگوں کو گمراہ کر دیا کہ یہ ہے تمہارا خدا۔موسیٰ بھول گیا،اسے مغالطہ ہو گیا ہے۔وہ کہاں خدا سے ملنے چلا گیا ہے،خدا تو یہ ہے۔سورۃ طٰہٰ میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ فرط اشتیاق کی وجہ سے قبل از وقت ہی کوہ طور پر چلے گئے تھے۔اس پر اللہ نے جواب طلبی کی،اے موسیٰؑ! اپنی قوم کو چھوڑ کر پہلے کیوں آ گئے۔انہوں نے جواب دیا،پروردگار میں اس لئے آ گیا کہ تو راضی ہو جائے۔اللہ نے فرمایا (تمہاری اس عجلت کی وجہ سے) تمہاری قوم کو تمہارے بعد ہم نے فتنے میں ڈال دیا۔اس سے معلوم ہوا خیر کے کام میں بھی نہیں جلدی کرنی چاہئے۔سہج پکے سو میٹھا ہو۔

آگے فرمایا: کیا لوگوں نے بچھڑے کو پوجتے ہوئے اس بات پر غور نہیں کیا کہ وہ بچھڑا نہ تو ان سے بات کر سکتا ہے اور نہ وہ انہیں کوئی راہ بتا سکتا ہے۔ان لوگوں نے بہت بڑا ظلم کیا کہ مالک حقیقی کو چھوڑ کر بچھڑے کی عبادت شروع کر دی اور یوں شرک کے مرتکب ہوئے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

اچھی گفتگو کرنا اور کھانا کھلانا

عَنۡ ھَانِیٍ ؓ اَنَّہٗ لَمَّا وَفَدَ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ اَیُّ شَیۡءٍ یُوۡجِبُ الۡجَنَّۃَ؟ قَالَ: ((عَلَیۡکَ بِحُسۡنِ الۡکَلَامِ وَبَذۡلِ الطَّعَامِ))

(مستدرک حاکم)

سیدنا ہانی (بن یزید ؓ) سے مروی ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو عرض کیا،اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سی چیز جنت واجب کرتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اچھی گفتگو کیا کرو اور کھانا کھلایا کرو۔‘‘

تشریح: انسان کے نیک انجام کے لئے رسول اللہ ﷺ اچھی گفتگو کرنے اور دوسروں کو کھانا کھلانے کی تلقین کرتے ہیں۔یہ دونوں کام بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔اچھی گفتگو کے ساتھ آدمی مخالف کو اپنا بنا سکتا ہے۔اچھی گفتگو اخلاق حسنہ کی ایک نمایاں خوبی ہے۔غیر محتاط گفتگو کی عادت انسان کی شخصیت کو نفرت کی علامت بنا دیتی ہے۔اسی طرح دوسروں کو کھانا کھلانے والا معاشرے میں قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ دوست احباب اور رشتہ داروں کو کھانے پر بلانا پسند کرتے تھے اور ناداروں اور مفلسوں کو تو کھانا کھلانے کا آپؐ نے حکم دیا ہے۔

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

جلد 18

29 جمادی الثانی تا 5 رجب المرجب 1430ھ
23 تا 29 جون 2009ء

شمارہ 25

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔ اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 5869501-03
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیامت خیز ہفتہ

انگریزی زبان کا ایک محاورہ ہے "No news is good news." اِس محاورہ کا اطلاق پاکستان پر کریں تو تشویش سے آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجاتا ہے۔ دنیا بھر کے اخبارات پاکستان کی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا پر بھی پاکستان آگ اور بارود کے حوالہ سے چھایا ہوتا ہے۔ ہفتہ کا آغاز اگر جمعہ سے کریں تو نمازِ جمعہ کے بعد لوگ ابھی گھروں تک پہنچے ہی تھے، ابھی روٹی کا پہلا لقمہ حلق سے نیچے نہیں اترا تھا کہ یہ خبر بجلی بن کر دل و دماغ کو بھسم کر گئی کہ جامعہ نعیمیہ لاہور میں خودکش دھماکہ کے نتیجہ میں جامعہ کے مہتمم ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید ہوگئے ہیں۔ ظاہری طور پر تو اِس چند کلو بارود نے ایک عالم دین کو دنیا سے رخصت کر دیا، لیکن حقیقت میں یہ بعض مخلص اور قوم کا درد رکھنے والے افراد اور جماعتوں کی اُن کوششوں پر ایٹمی حملہ تھا جو وہ فرقہ واریت کو ختم کرنے اور تمام مسالک کو متحد کر کے ملک و ملت کے دشمنوں کی سازشوں کا توڑ کرنے کے لئے کر رہے تھے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی خود بھی اِن کوششوں کا ایک حصہ تھے۔ وہ اُس مجلس شرعی کے سربراہ تھے جس میں اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی اور اہل تشیع کی مختلف جماعتیں شامل تھیں۔ جس دوپہر اُنہیں شہید کیا گیا اُس رات وہ ملی مجلس شرعی کی سٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس میں شریک ہونے والے تھے، جس کے کنوینر تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید ہیں۔ مشتری ہشیار باش! دشمن اگلا حملہ کسی دیوبندی یا اہل حدیث عالم پر کرے گا، ہمیں باہم گتھم گتھا کرے گا اور دور کھڑا قہقہے پر قہقہہ لگائے گا اور جام پر جام انڈیلے گا۔ اے کاش! ہم سازش کو سمجھ سکیں، ہم اصل دشمن کو پہچان سکیں اور اُس کے گریبان تک ہمارا ہاتھ پہنچ پائے، لیکن ابھی ہمارے دستانے چڑھے ہاتھ ایک دوسرے کے گریبان سے فارغ نہیں۔ اے اللہ، ہم تجھ سے اِس حال میں بھی رحم طلب کرتے ہیں جبکہ ہم خود ایک دوسرے پر رحم کرنے کو تیار نہیں۔

غم میں ڈوبی ہوئی قوم پر ایک جان کن حملہ اگلے روز عصر کے وقت اُس ایوان سے کیا گیا جسے ''قومی'' اسمبلی کہہ کر قوم کے زخموں پر نمک چھڑکا جاتا ہے۔ یہ حملہ اگرچہ زنانہ تھا، پر قوم کو اُس نے انتہائی شدید ضرب لگائی۔ 29 کھرب حجم کے بجٹ میں 7 کھرب 22 ارب روپے خسارہ ہے۔ یہ مجموعی قومی پیداوار کے 4.9 کے مساوی ہے۔ اس بدقسمت قوم پر 69 ارب روپے کے نئے ٹیکس عائد کر دیئے گئے، جسے بجلی کی جگہ لوڈ شیڈنگ ملتی ہے، جس کے نلکوں سے پانی کی بجائے ہوا نکلتی ہے۔ اس وقت پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کے حوالہ سے قوم پر جو ظلم ہو رہا ہے، ایسا ظلم کم از کم ماضی کی کسی حکومت نے نہیں کیا تھا۔ کل کی خبر اللہ بہتر جانتا ہے۔ اب کاربن سرچارج کے نام سے ایسا ٹیکس عوام کی گردنوں پر لادا گیا ہے جس سے پٹرولیم مصنوعات ہی نہیں، گیس کی قیمتیں بھی بڑھیں گی۔ یوں سمجھیں کہ حکومت عوام کو چیلنج کر رہی ہے، بچ کر دکھاؤ، کیسے بچو گے۔ جائیداد پر ویلیو ٹیکس میں سو فی صد اضافہ کر دیا گیا ہے۔ صنعتی لحاظ سے ملک قبرستان میں تبدیل ہو رہا ہے۔ لہٰذا خدشہ تھا کہ عوام سستی اشیا درآمد لیں گے۔ چنانچہ درآمد پر ودہولڈنگ ٹیکس لگا کر یہ راستہ بھی پوری احتیاط سے بند کر دیا گیا ہے۔ ہماری 62 سالہ تاریخ میں کسی ایک سال میں ملکی قرضوں کا حجم اتنا نہیں بڑھا تھا جتنا 9-2008 میں بڑھا ہے۔ بنک اکاؤنٹ، بجلی اور گیس کے کنکشن حاصل کرنے کے لئے این ٹی این لازم کر دیا گیا ہے۔ 500 گز کا مکان اور 2000 مربع فٹ کے فلیٹ اور 1000-CC والی گاڑی کے مالکان کے لئے ٹیکس ریٹرن لازم کر دی گئی ہے۔ (باقی صفحہ 7 پر)

ناظرین سے

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام
میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ!

خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات
فطرت 'لہو ترنگ' ہے غافل! نہ جل ترنگ'

نواب حمید اللہ خان والئ بھوپال کے نام ''انتساب'' کے بعد علامہ اقبال نے ناظرین سے خطاب کیا ہے اور تین شعروں میں ان کو بعض حقائق سے آگاہ کیا ہے جن کے بغیر کوئی قوم دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اقبال نے اسرارِ خودی، پیامِ مشرق، زبورِ عجم، جاوید نامہ اور پس چہ باید کرد، اپنی ان تصانیف میں ناظرین سے خطاب کیا ہے، اور وہ نکتے بیان کر دیے ہیں، جن پر غور کرنے سے کتاب کے مطالب بآسانی ذہن نشیں ہو سکیں۔

(1) اے مسلمان! جب تک تو زندگی کے حقائق سے آگاہی حاصل نہیں کرے گا تیرا شیشہ (زجاج) پتھر کے مقابل آنے کی صلاحیت پیدا نہیں کر سکتا۔ یعنی تُو زندگی کے سنگین حقائق سے ٹکرانے کی طاقت پیدا نہیں کر سکتا۔ زندگی کے حقائق کے ضمن میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم و مغفور نے علامہ اقبال سے ایک ملاقات کا احوال لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ''علامہ نے 1932ء میں ایک صحبت میں مجھ سے ارشاد فرمایا تھا:

''مسلمان قوم، ایک عرصہ دراز سے حقائقِ حیات سے بیگانہ ہو چکی ہے۔ اور اب تو فرار کی یہ کیفیت ہے کہ قوم ہر ہر حقیقت سے رُوگرداں ہے۔ جس طرح شتر مرغ صیاد کو دیکھ کر اپنا سر ریت میں چھپا لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں اس کی نگاہوں سے محفوظ ہو گیا ہوں، اسی طرح مسلمان مصائب کا مقابلہ کرنے کی بجائے خانقاہوں، درگاہوں اور حجروں میں اپنا سر چھپاتے پھرتے ہیں، لیکن یہ کوشش بالکل بے سُود ہے۔ مصائبِ حیات صرف مقابلہ کرنے سے دور ہو سکتے ہیں، اور یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ قوم پر تن آسانی مسلط ہو چکی ہے۔ وہ جدوجہد سے نفور ہے، اس لیے زندگی سے دور ہے۔ جس طرح ایک فضول خرچ اور عیاش مقروض، مستقبل کے تصور سے گھبرا کر شراب اور موسیقی کے دامن میں پناہ لیتا ہے، اسی طرح میری قوم درگاہوں، خانقاہوں اور گنڈے تعویذوں میں سکون اور عافیت تلاش کرتی ہے''

پھر فرمایا:

''سنو! میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ اگر تم دنیا میں مشکلات پر غالب آنا چاہتے ہو تو مرد کی طرح اُن کا مقابلہ کرو۔ مسلمان ایسے بزدل ہو گئے ہیں کہ اب زندگی کے حقائق کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اُن سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح قصائی سے گائے۔ پس تم حقائق کی اہمیت کا مردانہ وار اعتراف کرو اور اُن کے وجود کو تسلیم کرو''

(2) اے مسلمان! یہ دنیا عیش و آرام کی جگہ نہیں ہے، بلکہ زورِ دست (بازوؤں کی قوت) اور ضربت کاری کا مقام ہے۔ یہ دنیا بساطِ رقص و سرور اور محفلِ خورد و نوش نہیں، بلکہ میدانِ جنگ ہے۔ یہاں تو نوائے چنگ کی طلب نہ کر۔ یہ زندگی جدل و پیکار کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ جو قومیں سکون کی متلاشی ہیں، وہ فنا ہو جائیں گی، کیونکہ سکون کا لفظ فطرت کی لُغت میں کہیں مذکور نہیں۔

(3) اس دنیا میں وہی قومیں عزت کی زندگی بسر کر سکتی ہیں اور سرمایہ حیات انہی کو مل سکتا ہے، جو رات اور دن دل و جگر کا خون پیتی رہتی ہیں۔ یعنی جدوجہد کرتی رہتی ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ فطرت لہو ترنگ ہے، جل ترنگ نہیں ہے۔

یہاں اقبال نے لفظ ''ترنگ'' سے شاعرانہ نکتہ پیدا کیا ہے۔ ''جل ترنگ'' ایک ساز کا نام ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ سات یا بارہ پیالوں میں مختلف مقدار میں پانی بھر کر نیم دائرے کی شکل میں سامنے رکھ لیتے ہیں اور لکڑی کے ٹکڑے سے پانی کی مقدار کے مطابق مختلف آوازیں پیدا کرتے ہیں۔ اقبال اس شعر میں کہتے ہیں کہ فطرت جل ترنگ نہیں، یعنی پانی سے نہیں کھیلتی۔ زندگی عیش و عشرت اور نغمہ و سرور کا نام نہیں، بلکہ لہو ترنگ ہے، یعنی خون سے کھیلتی ہے۔ بالفاظِ دیگر زندگی جدوجہد، مقابلہ جوئی اور پیکار کا نام ہے۔

"کیا یہ لوگ جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں؟"

نفاذ شریعت کی اہمیت، سورۃ المائدہ کی آیات 48 تا 50 کی روشنی میں

مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 5 جون 2009 کے خطبہ جمعہ کی تلخیص

[سورۃ المائدہ کی آیات 48 تا 50 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! چند ہفتے قبل سورۃ المائدہ کے ساتویں رکوع کی روشنی میں نفاذِ شریعت کی اہمیت پر گفتگو ہو رہی تھی۔ درمیان کے کچھ اجتماعات جمعہ میں میں حاضر نہ ہو سکا۔ اب دوبارہ، جہاں سے سلسلہ ٹوٹا تھا، وہاں سے گفتگو کا ارادہ ہے۔ تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے نفاذِ شریعت کے حوالے سے گزشتہ نشستوں میں جو کچھ کہا گیا تھا، چند جملوں میں اُس کا اعادہ کر لیا جائے۔

میرے بھائیو! ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا، یہ ایمانی تقاضا تو ہے ہی، نظریہ پاکستان کا بھی اولین تقاضا تھا کہ یہاں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کا نفاذ کیا جاتا، مگر افسوس کہ ہم نے یہ تقاضا پورا نہ کیا۔ ہم نے شریعت سے انحراف کی راہ اپنائی۔ یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد 62 برس کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی نفاذ اسلام کی منزل ابھی بہت دور دکھائی دیتی ہے۔ سوات کے لئے نظام عدل ریگولیشن کی منظوری دی گئی، تو اس پر لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے لگے۔ نفاذِ شریعت کے حوالے سے ہمارا طرزِ عمل یہ بتاتا ہے کہ ہم اسے آپشنل معاملہ سمجھتے ہیں، اسے دین و ایمان کا لازمی تقاضا خیال نہیں کرتے۔ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ شریعت نافذ ہو جائے تو اچھی بات ہے، لیکن اگر نہ بھی ہو تو اس سے ہمارے دین و ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہ طرزِ فکر و عمل دین کے سراسر منافی ہے۔ قرآن حکیم کی نگاہ میں یہ بہت بڑا جرم ہے کہ اللہ کے بندے اللہ کو ماننے کے باوجود اُس کے قانون پر نہ چلیں اور اُس کے نفاذ کے لئے کوشش نہ کریں۔ یہ اسلام سے بغاوت ہے کہ فیصلے کتاب اللہ کی بجائے غیر اللہ کے قانون کے مطابق کیے جائیں۔ سورۃ المائدہ کے زیر بیان رکوع کی آیات 44 تا 47 میں واضح کیا گیا ہے کہ ہم مسلمانوں سے پہلے اہل تورات اور اہل انجیل بھی اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے کے پابند بنائے گئے تھے۔ چنانچہ اُن کے انبیاء اور علماء اللہ کی کتاب ہی کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ اللہ نے ہمیں قرآن حکیم کی نعمت عظمیٰ نوازا ہے۔ ہماری بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اللہ کی آخری کتاب قرآن حکیم اور نبیؐ کی سنت پر مبنی قانون شریعت کے مطابق اپنے ریاستی معاملات چلائیں۔ اِن آیات میں قانونِ شریعت سے روگردانی پر سخت تنبیہ بھی کی گئی ہے کہ جو لوگ اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ فاسق، ظالم اور کافر ہیں۔

آیت 48 سے خطاب نبی کریم ﷺ سے اور آپؐ کی وساطت سے امت مسلمہ سے ہے، فرمایا:

﴿ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ﴾

"اور (اے پیغمبرؐ!) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان (سب) پر شامل ہے۔"

یعنی قرآن حکیم جو ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے، یہ اپنے سے پہلے آنے والی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، اور اُن پر مہیمن اور نگہبان ہے۔ سابقہ کتب کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے نہیں لی تھی، لہٰذا اُن میں تحریف کر دی گئی۔ تورات اور انجیل کئی سو سال تک غائب رہیں۔ بعد میں لوگوں نے اپنے حافظے سے انہیں مرتب کیا، تو ان میں تحریفات ہو گئی ہیں۔ یہی تحریف شدہ کتابیں اس وقت موجود ہیں۔ قرآن کے اِن پر مہیمن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم نے اُن تمام برحق تعلیمات کو جو پچھلی کتابوں میں دی گئی تھیں، اپنے اندر محفوظ کر لیا ہے۔ وہ اِن پر اس معانی میں نگہبان ہے کہ اِن تعلیمات برحق کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو پائے گا، کیونکہ قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ تا قیامت اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں قرآن مجید سابقہ کتب سماویہ کے لئے کسوٹی ہے، جس پر اُن کو پرکھا جائے گا۔ اُن کتابوں کی جو تعلیمات قرآن کے مطابق ہیں، وہ برحق اور درست ہیں اور اللہ کا کلام ہیں۔ اور جو اس سے متصادم ہیں، اُن میں تحریف کر دی گئی ہیں، وہ لوگوں کی باتیں ہیں۔

﴿ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ﴾

"تو جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ان کا فیصلہ کرنا اور حق جو تمہارے پاس آ چکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا"

ان آیات کے شانِ نزول میں کئی واقعات آتے ہیں۔ ایک واقعہ تفسیر عثمانی میں نقل کیا گیا ہے۔ یہود میں باہم کچھ نزاع ہو گئی تھی۔ ایک فریق جس میں اُن کے بڑے بڑے مشہور علماء اور مقتدا شامل تھے، آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور فصل نزاع کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ تمام قومِ یہود ہمارے اختیار و اقتدار میں ہے۔ اگر آپ فیصلہ ہمارے موافق کر دیں گے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے اور ہمارے اسلام لانے سے جمہور یہود اسلام قبول کر لیں گے۔ نبی کریمؐ نے اس طرح سے اسلام لانے کو منظور نہ کیا اور عدل کے معاملے میں اُن کی خواہشات کی پیروی سے صاف انکار فرما دیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ آپؐ سے اُن کی خواہشات کی پیروی کا کوئی امکان نہیں تھا، آپؐ یہود کی اس بات کو نزول آیات سے پہلے ہی رد فرما چکے تھے۔ یہ آیات درحقیقت آپؐ کی استقامت کی تصویب کے لئے نازل ہوئیں اور ان کے ذریعے یہود کو یہ بتانا مقصود تھا کہ ہمارا نبیؐ کسی دباؤ کا شکار ہو جائے، اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ﴾

"ہم نے تم میں سے ہر ایک (فرقے) کے لئے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے"

شریعت ایک دستور اور ضابطہ کا نام ہے۔ جہاں تک دین کا معاملہ ہے، وہ تو ہر دور میں ایک ہی رہا ہے یعنی دین توحید، لیکن اس کے تحت مختلف زمانوں میں جو قانون اور شریعت عطا کی جاتی رہی اُس میں وقت کے تقاضوں اور ضرورتوں کے مطابق تھوڑا بہت فرق رہا ہے۔ مثلاً شریعتِ موسوی میں روزہ کا آغاز رات کے ساتھ ہی ہو جاتا تھا، جبکہ ہماری شریعت میں سحری کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، اور روزے کا آغاز اسی وقت سے ہوتا ہے۔ یہ شریعت کامل نظام زندگی ہے، جو تا قیامت نوع انسانی کے لئے ہے۔ منہاج کے معنی طریقہ کے ہیں۔ بعض اہل علم کے نزدیک اس سے مراد وہ طریقہ ہے جس کے تحت حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے دین حق کے قیام کی جدوجہد کی۔ اس جدوجہد میں ہر نبی کا طریقہ اور منہاج الگ رہا ہے۔ دین حق کے غلبے کے لئے، جو آپؐ کا مقصد بعثت تھا، نبی کریمؐ کا منہاج یہ تھا کہ آپؐ نے کفر و شرک کے اندھیرے میں پڑے ہوئے لوگوں کو سب سے پہلے دعوت دی، جن لوگوں نے اس دعوت پر لبیک کہی، آپؐ نے انہیں منظم کیا، ایک حزب اللہ تشکیل دی۔ آیات قرآنی کے ذریعے اُن کا تزکیہ و تربیت کی۔ انہیں راہ حق میں پیش آنے والے مصائب و مشکلات سہنے کا خوگر بنایا۔ جب تک یہ جماعت مکہ میں تھی، حکم یہ تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو۔ لیکن ہجرت مدینہ کے بعد حزب اللہ کے ہاتھ کھول دیئے گئے اور اسے باطل کے خلاف جہاد و قتال کی اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ یہاں کفر و اسلام کے درمیان سخت معرکے پیش آئے۔ بالآخر مکہ فتح ہوا اور اسلامی انقلاب کی منزل آ گئی۔ تب لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ یہی منہاج النبوت آج غلبہ دین کی جدوجہد کرنے والوں کے لئے اصل رہنمائی ہے۔

﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ﴾

"اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا مگر جو حکم اس نے تم کو دیئے ہیں ان میں وہ تمہاری آزمائش کرنی چاہتا ہے۔ سو نیک کاموں میں جلدی کرو"

اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل نہ تھا کہ وہ شروع ہی سے سب لوگوں کے لئے ایک ہی ضابطہ مقرر کر کے سب کو ایک امت بنا دیتا، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے کہ وہ لوگوں کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کون میری بندگی کرتا ہے اور کون راہ شیطان کو اختیار کرتا ہے۔ ایک اللہ کا قانون ہے اور ایک شیطان کا طریقہ ہے۔ شیطان نے بھی اپنا کلچر متعارف کرایا ہے اور اپنی ابلیسی تہذیب اور طور طریقے لوگوں کو دکھائے ہیں۔ انسان پر یہ دونوں راستے واضح کر کے اور اُن کے انتخاب کی آزادی دے کر اللہ یہ جانچنا چاہتا ہے کہ کون کس طریقے کو اپناتا ہے۔ درحقیقت انسان کی ساری زندگی ہی آزمائش و امتحان ہے، اُسے پیدا ہی امتحان کے لئے کیا گیا ہے۔ دنیا میں حق و باطل کی کشمکش ازل سے جاری ہے۔ اللہ نے شیطان اور شیطانی قوتوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔ اِسی کے ذریعے اہل حق کا امتحان ہوتا ہے، اور اُن کی ثابت قدمی، اُن کے ایمان کی پرکھ ہوتی ہے۔ اسی کے ذریعے پتہ چلتا ہے کہ ایمان دل میں اُترا ہے یا محض زبان تک محدود ہے کہ ہلکی سی آزمائش آئے اور آدمی شیطانی قوتوں کے آگے سجدہ ریز ہو جائے۔ آج ہمیں بھی اپنا محاسبہ کرنا ہے۔ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر جب امریکہ نے صلیبی جنگ کا آغاز کیا اور ہمیں یہ دھمکی دی کہ اگر تم نے اُس کا ساتھ نہ دیا تو تمہیں پتھر کے زمانے میں دھکیل دیا جائے گا۔ یہ ہمارے اللہ پر توکل اور ایمان کا امتحان تھا۔ افسوس کہ ہم نے اس ابلیسی جنگ میں شیطانی قوت امریکہ کے آگے سرنگوں کر لیا ہے، اور اب بات یہاں تک آ پہنچی ہے کہ اپنے ہی لوگوں پر گولہ باری کی جا رہی ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا سارا توکل و اعتماد امریکہ پر ہے۔ اسی طرح ایک طرف اسلام دشمن قوتیں ہم پر دباؤ ڈال رہی ہیں کہ اُن کے نیو ورلڈ آرڈر کے ایجنڈے کو آگے بڑھائیں، تو دوسری طرف اللہ کا دین، ہم سے اپنے قیام کا تقاضا کرتا ہے اور دینی قوتیں اِس کے قیام کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کی علمبردار قوتیں تو سود اور جوئے پر مبنی اپنے معاشی نظام کو پروموٹ کرنا چاہتی ہیں اور ہمارا دین ان خباثتوں سے پاک معاشی نظام کا متقاضی ہے۔ یہ بھی ہمارا امتحان ہے۔ اس امتحان میں ہم اُسی صورت سرخرو ہو سکتے ہیں، جب اللہ کے دین و شریعت کو اپنائیں اور طاغوتی قوتوں کی ڈکٹیشن اور اُن کے دباؤ کے آگے جھکنے سے صاف انکار کر دیں۔ اسی لئے آگے فرمایا کہ اے مسلمانو! تم خیر اور بھلائی کے کام میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔ یعنی تمہارا مقابلہ امریکہ کی غلامی کرنے میں نہ ہو، کہ اُن کی خوشنودی کے معاملے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو بلکہ یہ مقابلہ دین کے ساتھ کمٹمنٹ اور اس کے قیام اور نفاذ میں ہو۔ یہ ہے تمہارے مقابلے کا اصل میدان۔

﴿اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝﴾

"تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے، پھر جن باتوں میں تم کو اختلاف تھا وہ تم کو بتا دے گا"

تمہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ بالآخر تم سب اللہ کی جانب لوٹائے جاؤ گے۔ ہر انسان کو مرنے کے بعد اللہ کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ مسلمان کا تو یہ بنیادی عقیدہ ہے۔ وہ مسلمان بھی اللہ کے سامنے پیش ہوں گے جو امریکی ایجنڈے کو آگے بڑھانے میں اُس کا ساتھ دیتے ہیں اور وہ بھی جو امریکہ کی سپرمیسی ماننے کو تیار نہیں، اس کے نظام کو تسلیم کرنا اپنے ایمان کے منافی سمجھتے ہیں اور اللہ کی دھرتی پر اللہ کے نظام کے لئے اپنی گردنیں کٹا رہے ہیں۔ اسلام دشمنوں کو بھی اُس کے سامنے حاضر ہونا ہے اور اسلام کے علمبرداروں کو بھی۔ اللہ تعالیٰ وہاں اختلافات کا فیصلہ فرما دے گا اور بتا دے گا کہ کون حق پر تھا، اور کون باطل پر تھا جو ڈھٹائی کے ساتھ باطل کے دفاع پر تلا ہوا تھا۔ کون اپنی طاقت اور صلاحیت اسلام کے لئے لگا رہا تھا، اور کون اسلام کی بیخ کنی کرنا چاہتا تھا۔ کون سے لوگ ذرائع ابلاغ کو دین حق کی حمایت میں استعمال کرتے تھے، اور کون تھے جو دجالیت کا آلۂ کار بن کر حق و باطل کو گڈمڈ کرنے میں لگے ہوئے تھے۔

اگلی آیت میں فرمایا:

﴿وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ﴾

"اور (ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ) جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اسی کے مطابق ان میں فیصلہ کرنا اور اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اور اُن سے بچتے رہنا کہ کسی حکم سے جو اللہ نے تم پر نازل فرمایا ہے یہ کہیں تم کو بہکا نہ دیں۔"

نبیؐ سے فرمایا کہ آپ لوگوں کے مابین اللہ کے قانون و شریعت کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ درحقیقت آپؐ کی وساطت سے یہ حکم تمام مسلمانوں کو ہے کہ انہیں شریعت کے مطابق فیصلے کرنے ہیں۔ اسی کا قانون جاری و ساری کرنا ہے۔ یہ چیز آپشنل نہیں، لازمی ہے۔ اس معاملے میں انہیں انتخاب کی آزادی نہیں کہ چاہیں تو شریعت کو نافذ کریں اور چاہیں تو غیر اسلامی نظام قوم پر مسلط کر دیں۔ نہیں بلکہ مسلمانوں کو بہر صورت شریعت کو نافذ کرنا ہے۔

جیسے اہل تورات اور اہل انجیل کو اللہ کے نازل کردہ احکامات کو نافذ کرنے کا حکم تھا، اسی طرح ہمیں بھی یہ کام کرنا ہے، اور اس معاملے میں لوگوں کی خواہشات کی پیروی سے اجتناب کرنا ہے۔ امریکہ اگر شریعت کی مخالفت کرتا ہے، تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ یہود و نصاریٰ تو بہر صورت اسلام کی مخالفت کریں گے، لیکن اہل اسلام کو ان کی مخالفتوں کے علی الرغم شریعت کا نفاذ کرنا ہے۔ قانون و شریعت کے نفاذ کے معاملے میں کسی دباؤ کو خاطر میں نہیں لایا جانا چاہئے۔ قبیلہ مخزوم کی فاطمہ نامی خاتون کا معاملہ ہمارے سامنے ہے۔ جب وہ چوری کے معاملے میں پکڑی گئی اور اس پر حد جاری کی جانے لگی تو اس کے لئے آپؐ کے پاس سفارشیں آنے لگیں۔ آپؐ نے فرمایا! خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ قرآن میں جہاں زانی مرد اور عورت کی سزا کا حکم ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرمایا گیا کہ ان لوگوں پر حد جاری کرنے کے معاملے میں تمہارے دل میں نرمی نہیں آنی چاہئے۔ نرمی کا معاملہ اس وقت ہے جب دعوت دی جارہی ہو، یا عام معاشرتی زندگی کی بات ہو، قانون کا معاملہ یہ ہے کہ یہ بغیر کسی دباؤ یا تفریق کے یکساں طور پر سب پر نافذ ہوگا۔

آگے شریعت سے روگردانی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

﴿ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ﴾

”اگر یہ نہ مانیں تو جان لو کہ اللہ چاہتا ہے کہ اُن کے بعض گناہوں کے سبب اُن پر مصیبت نازل کرے اور اکثر لوگ تو نافرمان ہیں۔“

اگر یہ لوگ شریعت سے منہ موڑتے ہیں اور اللہ کے قانون کا نفاذ انہیں گوارا نہیں، تو جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہی یہ ہے کہ انہیں اُن کے گناہوں اور بداعمالیوں کی سزا دے۔ شریعت سے روگردانی اور بغاوت کر کے یہ اللہ کے عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں۔ ان لوگوں کی اکثریت فاسقوں اور نافرمانوں پر مشتمل ہے۔

اگلی آیت ہے:

﴿ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴾

”کیا یہ زمانہ جاہلیت کے حکم (قانون) کے خواہشمند ہیں؟ اور جو یقین رکھتے ہیں اُن کے لئے اللہ سے اچھا حکم (قانون) کس کا ہے؟“

کیا یہ لوگ جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں۔ شریعت آجانے کے بعد اس سے بہتر اور کون سا قانون ہو سکتا ہے۔ اسی میں تو عدل و انصاف ہے، خیر و بھلائی ہے، برکت ہے، امن و سکون ہے۔ پھر یہ کیوں اس بات کے خواہاں ہیں کہ اللہ کے اعلیٰ قانون کی بجائے انگریز کا نظام چلے، جرگہ سسٹم ہونا چاہئے، سیکولر جمہوریت کو مضبوط کیا جانا چاہئے۔ ایسے لوگوں کو آگاہ ہو جانا چاہئے کہ اسلام کے علاوہ انسانوں کے بنائے ہوئے جتنے بھی ضابطے ہیں وہ جاہلیت ہیں، جنگل کا قانون ہیں۔ اُن سے ہرگز عدل و انصاف میسر نہیں آسکتا۔ ”جاہلیت“ کیا ہے؟ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے تفسیر تفہیم القرآن میں اس آیت کے ذیل میں اس کی بہت عمدہ وضاحت کی ہے۔ لکھتے ہیں: ”جاہلیت کا لفظ اسلام کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلام کا طریقہ سراسر علم ہے، کیونکہ اس کی طرف خدا نے رہنمائی کی ہے، جو تمام حقائق کا علم رکھتا ہے۔ اور اس کے برعکس ہر وہ طریقہ جو اسلام سے مختلف ہے جاہلیت کا طریقہ ہے۔ عرب کے زمانہ قبل اسلام کو جاہلیت کا دور اسی معنی میں کہا گیا ہے کہ اس زمانہ میں علم کے بغیر محض وہم یا قیاس و گمان یا خواہشات کی بنا پر انسانوں نے اپنے لیے زندگی کے طریقے مقرر کر لیے تھے۔ یہ طرز عمل جہاں جس دور میں بھی انسان اختیار کریں، اسے بہرحال جاہلیت ہی کا طرز عمل کہا جائے گا۔ مدرسوں اور یونیورسٹیوں میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ محض ایک جزوی علم ہے اور کسی معنی میں بھی انسان کی رہنمائی کے لیے کافی نہیں ہے۔ لہٰذا خدا کے دیئے ہوئے علم سے بے نیاز ہو کر جو نظام زندگی اس جزوی علم کے ساتھ ظنون و اوہام اور قیاسات و خواہشات کی آمیزش کر کے بنا لیے گئے ہیں وہ بھی اسی طرح ”جاہلیت“ کی تعریف میں آتے ہیں، جس طرح قدیم زمانے کے جاہلی طریقے اس تعریف میں آتے تھے۔“

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں نفاذ شریعت کے لئے دل و جان سے اپنی توانائیاں صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جاہلیت سے بچائے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

بقیہ: اداریہ

دفاعی قوت میں اضافہ سر آنکھوں پر، لیکن اگر یہ دشمنانِ اسلام اور پاکستان کے خلاف ہو۔ یہ اگر ”ہماری جوتیاں ہمارا سر“ والا معاملہ ہے تو قوم اِس کے لئے تیار نہیں۔ یہ اُس مکے کو توانا کرنے والی بات ہے جو پاکستان کے منہ پر پڑے گا۔ قوم یہ خوشخبری بھی سن لے کہ ہر وزیر کو ایک لاکھ روپیہ یومیہ محض ”خرچہ مرچہ“ ملے گا۔ وزیر اعظم سیکرٹریٹ کو روٹین اخراجات کے علاوہ ”کھابہ“ خوردنی کے لئے 42 کروڑ 82 لاکھ ملے گا اور ایوان صدر 39 کروڑ روپے صرف عشائیے اور ظہرانوں پر خرچ کرے گا۔ SMS پر انتہائی بھاری ٹیکس لگا کر جمہوریت کا دعویٰ کرنے والی حکومت اپنے خلاف عوامی پیغام رسانی کا سلسلہ بند کرانا چاہتی ہے۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مفاد کے خلاف ٹیکس لگانے کی حکومت کی جرأت کیسے ہوئی۔ بجٹ کو تفصیل سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ مختلف دوسری مدات میں ان کمپنیوں کو بے شمار سہولتیں دے کر قبل از وقت راضی کر لیا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایسے حربوں سے حکومت کے خلاف عوامی نفرت ختم ہو سکے گی۔ علاوہ ازیں اِس سال بھی منی بجٹوں کی تلوار عوام کے سر پر لٹکتی رہے گی۔ زنانہ بجٹ کا اعلان کرتے ہوئے حنا ربانی کھر نے عوام کو پرجوش انداز میں بتایا کہ معیشت کی تباہی کی ذمہ دار سابقہ حکومت ہے، مگر ایوان سمیت ساری قوم اس لطیفہ پر لوٹ پوٹ ہوگئی، کیونکہ سابقہ حکومت میں بھی محترمہ وزیر مملکت برائے خزانہ و اقتصادی امور تھیں۔

قوم پر قیامتیں ڈھانے کا سلسلہ جاری ساری ہے۔ حکومت نے سوات، دیر، جیگورہ اور بونیر میں فتح کے جھنڈے گاڑنے اور لالہ افضل کی گردن میں تمغۂ شجاعت ڈال کر فارغ ہونے کے بعد (اللہ بہتر جانتا ہے حکومت نے لالہ سے اظہار محبت و عقیدت کیا ہے یا کسی پرانی دشمنی کا بدلہ لیا ہے) جنوبی وزیرستان کی طرف رخ کر لیا ہے۔ توپوں اور ٹینکوں کے قافلے اُن علاقوں میں تباہی و بربادی کے پیغام لے کر جا رہے ہیں جن سے قائداعظم نے وعدہ کیا تھا کہ کبھی کوئی وردی پوش پاکستانی اس طرف رخ نہیں کرے گا۔ جنوبی وزیرستان پر حملہ کہیں قائداعظم کی روح پر خودکش حملہ تو نہیں؟ جنوبی وزیرستان کے فوجی آپریشن کو ”راہِ نجات“ کا نام دیا گیا ہے۔ سوچنے کا مقام ہے کہ عالمی سطح پر قائم پاکستان مخالف اتحاد ثلاثہ (تین الف) اِس آپریشن کے ذریعے پاکستان سے نجات کا منصوبہ تو نہیں بنا رہا۔ اللہ ہمارے پیارے پاکستان کو قیامت کبریٰ تک قائم رکھے۔ آمین یارب العالمین

پاکستان میں توانائی کا بحران

حقائق کیا ھیں؟

کیپٹن (ر) سید خالد سجاد
(سابق چیف انجینئر و پرنسپل واپڈا اسٹاف کالج، اسلام آباد)
ترجمہ: سید محمد افتخار احمد

لفظ توانائی کا بحران بذاتِ خود ظاہر کرتا ہے کہ اس کا مطلب ہے صنعتی، زرعی، گھریلو اور تجارتی ضروریات کے لئے بجلی کی پیداوار میں کمی۔ اس بحران کے تمام متاثرین یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس بلائے ناگہانی کی وجوہات اور اسباب کیا ہیں؟ کیونکہ یہ بحران اچانک ہی شروع ہوا ہے اور پہلے کبھی اس قسم کا واقعہ نہیں ہوا تھا۔ ایک وجہ یہ ہو سکتی تھی کہ شاید ملک و قوم کی بہتری کے لئے کوئی بہت بڑا صنعتی مرکز یا علاقہ وجود میں آ گیا ہے جو 5000 تا 7500 میگا واٹ بجلی استعمال کر رہا ہے اور نتیجتاً پوری قوم کو بجلی جیسی بنیادی ضرورت سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ لیکن قوم کو یہ جاننے کے بعد بہت مایوسی اور اپنی بدقسمتی محسوس ہوگی کہ ایسی کوئی بڑی صنعت نہیں لگائی گئی، بلکہ موجودہ صنعتوں میں سے بھی 40% کو بند کر دیا گیا ہے، جس کا سبب دن ہو یا رات ہر دوسرے گھنٹہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہے۔ صنعتی اداروں کے بند ہونے کی وجہ سے مزدوروں کو فارغ کر دیا جاتا ہے، جن کا ذریعہ معاش ہی روزانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ وہ یا تو ڈاکے ڈالیں گے یا جیبیں کاٹیں گے اور اس کا نشانہ وہ لوگ ہوں گے جن کے پاس روپیہ ہوگا، خواہ وہ امیر ہوں یا انہی کی طرح کے مزدور۔

لوڈ شیڈنگ کا دوسرا سبب جو ذہن میں آ سکتا ہے یہ ہے کہ حکومت نے زرعی سیکٹر کو مفت یا کم قیمت پر بجلی مہیا کر دی ہو، تا کہ ملک زراعت اور خوراک میں خود کفیل ہو سکے۔ بدقسمتی سے یہ معاملہ بھی نہیں ہے۔ موجودہ زرعی ٹیوب ویلوں کو مفت یا کم قیمت پر تو کیا عام نرخوں پر بھی بجلی نہیں مل رہی۔ ان حالات میں ملک بہت بڑے قحط سے دوچار ہونے والا ہے۔ حکومت کو کوئی فکر نہیں ہے کہ لوگ بھوک سے بلک رہے ہیں، لیکن کب تک؟ وہ دن دور نہیں جب لوگ سڑکوں پر نکل آئیں گے اور انتظامیہ کی گولیوں سے مرنا بہتر سمجھیں گے، اور جن میں ہمت ہوگی وہ مسلح مقابلہ پر اتر آئیں گے یا امیروں کے ہاں ڈاکے ڈالیں گے۔

حکومت نے اب تک لوڈ شیڈنگ کی کوئی معقول وجہ نہیں بتائی۔ یہ تو واضح ہے کہ نصب شدہ حرارتی مقدار ہماری ضرورت کے مطابق استعمال نہیں ہو رہی، جو شاید واپڈا کی طرف سے کمپنی کو ماہوار بل کے ادا نہ کیے جانے کی وجہ سے ہے۔ یا اس وجہ سے بھی کہ آبی توانائی اس میں شامل نہیں کی گئی۔ بہر حال لوڈ شیڈنگ لازماً ناقص انتظام کی وجہ سے ہے۔ اب اگر واپڈا ایک دو سال میں حسب وعدہ توانائی کے نئے حرارتی پلانٹس نصب بھی کرتا ہے اور 2000 تا 3000 میگا واٹ بجلی موجودہ سسٹم میں شامل کرتا ہے اور موجودہ نصب شدہ آبی توانائی کے پلانٹس کی بجلی استعمال نہیں کرتا تو یہ بھی ایک قابل مگر بدعنوان محکمہ کی انتہا پسندی ہوگی، کیونکہ اس طرح بجلی کی قیمت 25 روپے یونٹ تک ہو سکتی ہے، جس کی ادائیگی ایک عام شہری کے بس کی بات نہیں ہوگی۔ یہ چیز صنعت اور زراعت دونوں کو معذور بنا دے گی۔ مزید برآں حکومت کی نالائقی کی وجہ سے ڈیزل، گیس اور فرنس آئل کی قیمتیں بھی پٹرول کے مقابلہ میں بڑھ رہی ہیں۔ اس طرح وہ غریب آدمی کو مزید غریب بنا رہی ہے۔ یہ احساس کیے بغیر کہ حرارتی توانائی، زراعت اور طویل فاصلہ کی بار برداری ایندھن بالخصوص گیس اور ڈیزل کی قیمت پر منحصر ہے جبکہ پٹرول تو صرف امراء (اور سرکاری افسران) کی گاڑیوں میں ہی استعمال ہوتا ہے، مغرب کے سسٹم کا تجزیہ کیے بغیر ان کی اندھی تقلید یقیناً ہمیں "بے عقل" بنا دے گی۔ پاکستان کی معیشت کو مدنظر رکھ کر روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتیں عام آدمی کی پہنچ کے اندر رکھتے ہوئے ڈیزل کی زیادہ سے زیادہ قیمت 30 روپے لیٹر اور پٹرول کی قیمت 50 روپے لیٹر سے کسی صورت زیادہ نہیں ہونی چاہئے، وگرنہ حکومت کو بغاوت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے جو اس وقت عوامی سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں موجود ہے۔

یہ سب ان پوشیدہ دشمنوں کا کام ہے جو حکومت سے خاصی رقوم حاصل کرنے کے علاوہ اپنے یا حکومت کے بیرونی آقاؤں سے بھی بھاری کمیشن وصول کرتے ہیں۔ پاور ہاؤسز اور ڈیمز سے توانائی پیدا کرنے اور اس کا عوام تک پہنچانے کا بندوبست کرنا واپڈا کی ذمہ داری ہے۔ اس طرح ہمارے دشمنوں کو واپڈا اور اوگرا جیسی تنظیموں میں چھپانا زیادہ بہتر ہے۔ واپڈا نے 1959ء سے اپنے افسروں اور انجینئروں کو سستی توانائی مثلاً پانی اور حرارت سے بجلی پیدا کرنا اور آبپاشی کے لئے ڈیمز بطور سٹور فراہم کرنے کی کافی تربیت دی ہے۔ صرف چند دہائیاں قبل ہی واپڈا نے مزید توانائی پیدا کرنا بند کیا ہے، اور تب سے وہ ایک میگا واٹ بجلی بھی سابقہ مقدار میں شامل نہیں کر سکا۔ اسی طرح واپڈا کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں تاخیر سے سوائے سمندر میں پانی ضائع کر دینے کے آبپاشی میں کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکا۔

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ اس کی زراعت کا انحصار صرف تازہ پانی پر ہے۔ آب پاشی کی شہ رگ نہری نظام ہے، جسے آبی ذخائر سے پانی فراہم کیا جاتا ہے۔ اس پانی کی بندش عوام کو موت کے منہ میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح انڈسٹری کے لئے توانائی (بجلی) جو اس کی بنیادی ضرورت ہے کو روکنا درحقیقت مصنوعات کو روکنا ہے۔ مصنوعات کی ملک میں روزمرہ کی ضروریات اور بیرونِ ملک برآمد کی بڑی اہمیت ہے۔ اس طرح پاکستان کو آسانی سے تباہ کرنے کے لئے صرف واپڈا کو تباہ کرنا کافی ہے۔ گزشتہ 10 ماہ سے ہمارے دشمن واپڈا کے چیئرمین کے لئے غیر سرکاری آدمی کے تقرر سے اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں، کیونکہ سرکاری آدمی بہر حال حکومت کا ہی بھلا سوچے گا۔ پرائیویٹائزیشن نے ترقی کی راہ روک دی ہے۔ حکومت اس معاملہ میں خوش قسمت ہے کہ اس کو اس طرح کے چیئرمین ملے جن کے حواری "یس مین" تھے، لہٰذا ان سے بہتری یا بھلائی کی کیا توقع؟

روس کی تحلیل کے بعد امریکہ دنیا کو ایک ایسی اکائی کی صورت دیکھنا چاہتا ہے جس پر صرف اس کی حکمرانی ہو، اس معاملے میں اسے چین سے خطرہ ہے، چونکہ پاکستان کا چین اچھا دوست ہے اس لئے اسے ڈر ہے کہ شاید مستقبل

میں یہ اس کے لئے کوئی مسئلہ بن جائے۔ چنانچہ وہ چین کو دوسری سپر طاقت بننے سے روکنے کے لئے پاکستان کو توانائی کے بحران کا شکار بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ امریکہ براہ راست چین کے ساتھ جنگ میں ملوث ہونا نہیں چاہتا، کیونکہ عراق اور افغانستان میں اسے کافی سبق مل چکا ہے۔ خوش قسمتی سے یہ دونوں ملک ایٹمی قوت نہ تھے، مگر وہ چین کے ساتھ کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا۔ وہ چاہتا ہے کہ یہ کام بھارت سے لے لیا جائے اور پاکستان بھارت کی طفیلی ریاست ہو۔ اس طرح بھارت امریکہ کا زیادہ ممنون ہوگا۔ ایک طرف پاکستان کو دم چھلا بنا کر، دوسری طرف چین کے خلاف امریکی امداد حاصل کرے۔

کالا باغ ڈیم کے لئے کبھی بھی سرمایہ نہیں ہوگا، کیونکہ امریکہ ایسا نہیں چاہتا۔ بھاشا ڈیم امریکہ کے لئے زیادہ موزوں ہوگا، کیونکہ شاہراہ قراقرم پانی میں ڈوب جائے گی۔ اس طرح بھارت اور چین کے درمیان جنگ میں، پاکستان اور چین کے درمیان شاہراہ قراقرم کا واحد راستہ ختم ہو جائے گا۔ اگر پاکستان کو بھارت کا دم چھلا ہی بننا ہے تو ایک مضبوط پاکستان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر بھارت کے ساتھ کشمیر کا تنازعہ حل کیے بغیر بھی بہتر تعلقات قائم کیے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح غذائی ضروریات بھی آرام سے پوری ہوتی رہیں گی۔ لیکن اگر ہم واقعی اسلامی تعلیمات کے مطابق باعزت زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے آپ کو مضبوط بنانا ہوگا۔ اس کے لئے ہمیں اپنے آرام اور عیاشی کو خیر باد کہنا ہوگا۔ سخت محنت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمیں عوام پر محنت کا بوجھ بڑھانا ہوگا، بلکہ اس کے لئے ہمیں [illegible] میں اس طرح کے واقعات روکنے کے لئے قانون ہونا چاہئے کہ اگر آئندہ 6 ماہ میں ایسے الزام ثابت نہ ہو سکیں تو مدعی یا حکومتِ وقت کو جس نے ایسا الزام لگایا ہو، قرار واقعی سزا ملے گی تاکہ لوگوں کو خواہ مخواہ پریشان نہ کیا جائے۔ ہر طبقہ کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ معاشی حالت کا معیار مقرر کیا جائے اور عدالتی انصاف کے ذریعے اس پر عمل درآمد کرایا جائے۔ نااہل لوگوں کو کسی ادارے کا سربراہ بنانا اسے تباہ کرنا اور پھر کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کرنا ہے، جیسے پاکستان سٹیل مل۔ شاید ایسے لوگوں کا خیال ہے کہ موت تو صرف دوسروں کے لئے ہے۔ انہیں کبھی نہیں مرنا!! کیا حکمران اپنے ضمیر کے مطابق فیصلے نہیں کر سکتے؟ میں مؤدبانہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ کسی اہل ریٹائرڈ یا حاضر ملازم انجینئر کو واپڈا کا چیئرمین متعین کیا جائے اور اسے اپنی ٹیم اہلیت کی بنیاد پر چننے کی اجازت ہو، تاکہ وہ آزادی کے ساتھ ترقیاتی منصوبے بنائیں اور ان پر عمل کریں، بجائے اس کے کہ وہ اپنی قوت قیمتی اثاثوں کے فروخت کرنے پر صرف کریں۔ یاد رکھئے، اگر ہماری زراعت اور انڈسٹری کے لئے بجلی نہیں ہوگی تو خاکم بدہن پاکستان کا وجود بھی نہیں ہوگا۔ پاور ہاؤسز، انڈسٹری، زراعت وغیرہ ڈیزل، گیس اور تیل جیسی چیزوں کی قیمت بڑھانے سے بآسانی تباہ کی جا سکتی ہیں۔ یہ بہت آسان کام ہے۔ کیا ہم خود بھی اس سازش کا ایک حصہ بننا چاہتے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے، ہمارا جواب بھی "ہاں" میں ہے۔

کالا باغ ڈیم منصوبے کو چین کی مدد سے روبہ عمل لانے کا یہ آخری موقع ہے۔ اس دوران حرارتی توانائی یونٹ لگائے جا سکتے ہیں۔ امریکہ کو بھول جائیں جو ہمیں کئی بار ڈس چکا ہے، لیکن ابھی بھی ہمیں جھوٹے وعدوں پر اپنے مذموم عزائم کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ امریکہ کے پاس ہمیں سوائے چند گھسے پٹے لڑاکا جہازوں یا فضول اسلحہ کے قرض پر دینے کو کچھ نہیں ہے، تاکہ ہم اسے اپنے لوگوں پر ہی استعمال کریں، جس سے ملک میں سول وار شروع ہو جائے۔ اس طرح ہم اپنے ہی ملک کو مزید تباہ اور مقروض بنا دیں گے اور IMF اور ورلڈ بینک کا قرض ہم کبھی بھی ادا نہ کر سکیں گے۔ اس طرح امریکہ جیسے چاہے گا ہمیں استعمال کرے گا۔ کالا باغ ڈیم ہی اب ایک سستا ترین اور فوری توانائی کا سرچشمہ اور زراعت کے پانی کے لئے اچھا ذخیرہ بن سکتا ہے، جو اگلے 5 سال میں تیار ہو سکتا ہے۔ بقیہ آبی منصوبے 12 سے 20 سال میں تیار ہوں گے۔ یاد رکھئے، اگر ہم نے اب بھی کالا باغ ڈیم کا منصوبہ شروع نہ کیا تو ہم ایک بڑی منافق اور بیوقوف قوم متصور ہوں گے۔ ہماری آئندہ نسل ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ حکومت کو احساس کرنا چاہئے کہ ایندھن کی قیمتوں کو رعایتی نرخوں پر رکھنے سے دوسری تمام رعایات مثلاً بجلی، خوراک اور روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کی قیمتیں خود بخود کم ہو جائیں گی۔ قدرت لیڈروں کی منافقت اور بیوقوفیوں کو کبھی معاف نہیں کرتی۔ نتیجتاً قوم اور ملک کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ (یہ منافق لوگ تو اپنی دولت کے بل بوتے پر اپنے آقاؤں کے ملکوں میں جا بسیں گے اور ہمیں زندہ درگور کر جائیں گے۔ از مترجم)

اب وقت ہے کہ ہم فیصلہ کریں کہ ہمیں پاکستان کی حفاظت کرنا ہے یا میر جعفر اور میر صادق بن کر اسے تباہ کرنا ہے۔ فیصلے کا اختیار اب ٹیکنو کریٹس، بیوروکریٹس اور حکومت وقت کے پاس ہے۔ آج کا فیصلہ کل ہماری تاریخ کا حصہ ہوگا۔

☆☆☆

النصر لیب

ایک ہی چھت کے نیچے معیاری ٹیسٹ، ایکسرے، ای۔سی۔جی اور الٹرا ساؤنڈ کی جدید اقسام کلر ڈاپلر، 4-D، T.V.S، ایکو کارڈیوگرافی اور Lungs Function Tests کی سہولیات

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹرز کی زیر نگرانی
تصدیق شدہ ادارہ
ISO 9001:2000

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے بڑھتے ہوئے امراض کے پیش نظر عوام الناس کے لیے کم قیمت میں ٹیسٹ کروانے کی سہولت

خصوصی پیشکش

الٹرا ساؤنڈ (پیٹ)، Lungs Function Tests، ایکسرے (چیسٹ) ای سی جی، ہیپاٹائٹس بی اور سی کے ٹیسٹ (Elisa Method)، مکمل بلڈ، اور مکمل یورن، بلڈ گروپ، بلڈ شوگر، جگر، گردے، دل اور جوڑوں سے متعلقہ متعدد بلڈ ٹیسٹ شامل ہیں۔

صرف -/2500 روپے میں

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

نوٹ: لیب اتوار اور عام تعطیلات پر کھلی رہتی ہے

950-B فیصل ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ نزد راوی ریسٹورنٹ لاہور

Ph:5163924, 5170077 Fax:5162185

Mob:0300-8400944, 0301-8413933 E-mail:info@alnasarlab.com

امریکہ اور یورپ میں اسلام کی اشاعت

یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

پروفیسر ڈاکٹر خالد محمود ترمذی

عصر حاضر میں مسلمانوں اور اسلام کے خلاف دہشت گردی اور بنیاد پرستی کا جو پروپیگنڈا عالمی پیمانے پر کیا جا رہا ہے، اس میں بھی خیر کا پہلو یہ ہے کہ یورپ و امریکہ میں اسلام کی حقیقت کو سمجھنے اور اسے قبول کرنے کا رجحان روز افزوں ہے۔ فی الوقت امریکہ و یورپ سمیت جاپان کے عیسائیوں میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اس سے مغرب کے حکمرانوں کو یہ فکر لاحق ہو گئی ہے کہ کہیں مستقبل میں وہ اقلیت میں نہ ہو جائیں اور یہاں اسلام کی حکمرانی نہ قائم ہو جائے۔ انہیں اسلام کی آندھیاں افغانستان اور ملحقہ پاکستانی قبائلی علاقوں سے اٹھتی نظر آتی ہیں۔ اس لئے انہوں نے انہی علاقوں کو دہشت گردی کے نام پر ڈرون حملوں کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ حالانکہ ان پس ماندہ ترین علاقوں سے ایٹمی ممالک کو کس بات کا خطرہ ہے؟

افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل و غارت گری میں افغانی کرزئی کے علاوہ پاکستانی کرزئی کی حمایت انہیں حاصل ہے۔ ان میں میڈیا کے کرزئی بھی شامل ہیں۔ پہلے جو کردار میر جعفر اور میر صادق انجام دے رہے تھے، آج وہی رول افغانی اور پاکستانی کرزئی ادا کر رہے ہیں۔ ہمارے میڈیا کے کرزئی اسلام کے قوانین کو خواتین کا دشمن ثابت کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں، جبکہ مغربی خواتین اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر دھڑا دھڑ اسلام قبول کر رہی ہیں۔

ایک مقامی جرمن اخبار کی رپورٹ کے مطابق جرمنی میں جنگ عظیم دوم کے بعد سے اب تک 18000 ہزار افراد مسلمان ہوئے ہیں۔ گزشتہ عشرے میں 4000 جرمن دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں، ان میں 80 فیصد عیسائی ہیں۔ اسلام قبول کرنے والوں میں 60 فیصد خواتین شامل ہیں۔ جنگ عظیم دوم کے بعد جرمنی میں برلن کے علاوہ ایک بھی مسلمان نہ تھا۔ پورے جرمنی میں صرف برلن میں ایک مسجد تھی، جس کے دروازے جنگ میں مقفل کر دیئے گئے تھے اور یہ جنگ میں بری طرح بمباری کا نشانہ بنی تھی۔ آج جرمنی میں 30 لاکھ مسلمان ہیں اور 1400 مساجد اور اسلامک سنٹرز ہیں۔ جرمنی میں ہر ہفتے میں اوسطاً 20 افراد مسلمان ہو رہے ہیں۔ جرمنی میں آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں کا تناسب 3.7 فیصد ہے۔ ایک جرمن تھنک ٹینک کی تحقیق یہ ہے کہ 2050ء تک جرمنی میں مسلمان اکثریت میں ہو جائیں گے۔ جرمن سنٹرل انسٹیٹیوٹ آف اسلام کے سربراہ علیم عبداللہ کہتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے والے اکثر افراد پڑھے لکھے ہیں۔ جرمن میڈیا بھی اسلام کے خلاف بہت پروپیگنڈا کر رہا ہے لیکن پھر بھی قبول اسلام کی رفتار فزوں تر ہے۔

1888ء امریکی تاریخ میں اس لئے اہم ہے کہ عمر بن سعید کی محنت و کوشش سے انگریز نسل کا امریکی الیگزینڈر رسل مسلمان ہوا۔ عمر بن سعید سے پہلے مغربی افریقہ سے ایک مسلمان ابو یہ سلیمان امریکہ آیا تھا، جو چند سال رہ کر وطن واپس لوٹ گیا تھا۔ 1915ء میں امریکہ کے علاقے ”قاعین“ میں ایک پرانی عمارت میں مسجد بنائی گئی تھی۔ پھر 1935ء میں ”آئیرا“ میں باقاعدہ مسجد تعمیر ہوئی۔ جنگ عظیم دوم (1945 تا 1949ء) کے بعد تک امریکہ میں صرف چار مساجد تھیں اور یہ چاروں وسطی مغربی ریاستوں میں تھیں۔ آج امریکہ میں مساجد کی تعداد 1500 سے بھی زیادہ ہے۔ کونسل آف امریکن اسلامک ریلیشن کی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ہر سال 20 ہزار سے زائد افراد مسلمان ہوتے ہیں۔ امریکی حکومت کی طرف سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد 70 لاکھ ہے۔ حقیقت میں ان کی تعداد ایک کروڑ ہے۔ یہ تعداد امریکہ کی کل آبادی کا 6 فیصد ہے۔

امریکی سینٹ میں ڈاکٹر مائیکل والر نے اپنے بیان میں اعتراف کیا ہے ”گزشتہ ستر سال میں اسلامی تعلیمات کی حقانیت اور سادگی کی وجہ سے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھی ہے اور حیران کن امر یہ ہے کہ ان میں سے اکثریت ان افراد کی ہے جو کسی جرم میں جیل میں گئے اور وہاں فرصت کے لمحات میں اسلام کا مطالعہ کیا یا کسی مسلمان کے اخلاق یا اس کی دعوت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا“۔ ڈاکٹر والر کے مطابق امریکہ میں ہر سال کئی ہزار افراد مسلمان ہو رہے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر پڑھے لکھے افراد ہیں جن میں 59 فیصد گریجایٹ ہیں۔ کچھ ہی عرصہ قبل ایک مسلمان امریکی کانگریس کا رکن منتخب ہوا اور اس نے قرآن پر رکنیت کا حلف اٹھایا۔

ایک وقت تھا کہ برطانیہ اور فرانس میں محدودے چند مسلمان تھے اور لندن کے قرب میں ووکنگ (woking) میں صرف ایک مسجد تھی جو ہندوستان کے مغل بادشاہ شاہجہاں نے بنوائی تھی اور آج تک موجود ہے۔ 1950ء تک یہ واحد مسجد تھی۔ آج برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد 20 لاکھ سے زیادہ ہے، چھ سو سے زیادہ مساجد اور 14000 اسلامی تنظیمیں ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق 2020ء تک برطانیہ میں مساجد کی تعداد چرچوں سے زیادہ ہو جائے گی۔

ایک تحقیق کے مطابق چرچ جانے والوں کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے۔ تین سے چھ فیصد طبقہ چرچ جاتا ہے، جبکہ مسلمانوں کی مساجد میں حاضری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ خصوصاً نوجوان طبقہ مساجد میں زیادہ آ رہا ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ برطانیہ میں پسندیدہ اور مقبول نام جیک (Jack) کی جگہ محمد زیادہ مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔

اٹلی میں اس وقت 10 لاکھ مسلمان آباد ہیں اور 450 مساجد ہیں۔ فلپائن میں ہر سال تقریباً چھ ہزار غیر مسلم حلقہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ 29 اپریل 2007ء کے روزنامہ جنگ کے سنڈے میگزین میں آسٹریلیا کی ایک نومسلم خاتون عائشہ نے اپنے انٹرویو میں بتایا کہ آسٹریلیا میں ہر ہفتے بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ ان میں 80 فیصد خواتین ہوتی ہیں۔

اسلام کی اس تیز رفتار اشاعت میں مسلمانوں کی محنت و کاوش کا بہت کم دخل ہے بلکہ وہ تو الٹا رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ یہ دراصل اسلامی تعلیمات کی سادگی اور عقل و فطرت سے قریب تر ہونے اور ہر دور کی ضرورت کو پورا کرنے کی صلاحیت کا نتیجہ ہے، دشمنان اسلام اسلام کی جتنی راہ روکیں گے اسلام اتنی ہی قوت سے ابھرے گا۔ اسلام کی یہ اشاعت بالآخر اس کے عالمی غلبے کا پیش خیمہ ثابت ہوگی، ان شاءاللہ ؂

یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی المناک شہادت

جنرل (ر) حمید گل کا یہ بیان معنی خیز ہے کہ یہ ایک بڑے امریکہ مخالف شخص کا قتل ہے

محبوب الحق عاجز

12 جون کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ڈاکٹر سرفراز نعیمی اپنے دفتر تشریف لائے۔ اُن کے عقیدت منداُن سے ملاقات کے لئے آرہے تھے کہ اس دوران ایک نوجوان اُن کے دفتر میں داخل ہوا۔ اُس نے مولانا سے سلام لیا اور اِس کے ساتھ ہی خودکش دھماکہ کردیا، جس میں دیگر 5افراد کے علاوہ مولانا سرفراز نعیمی شہید ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ڈاکٹر سرفراز نعیمی 1948 میں نامور عالم دین مفتی محمد حسین نعیمی کے گھر داگراں بلڈنگ لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مرادآبادی کے شاگرد رشید تھے۔انہوں نے اپنے استاد کے کہنے پر بھارت سے پاکستان ہجرت کی اور 1953 میں عظیم دینی درس گاہ جامعہ نعیمیہ کی بنیاد ڈالی۔ انہوں نے دینی ماحول میں پرورش پائی۔ اُن کی شخصیت پر اُن کے والد کے اثرات نمایاں تھے۔ عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ انہوں نے دینی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ وہ گورنمنٹ ہائی سکول گڑھی شاہو میں زیر تعلیم رہے۔ تقریر اور گفتگو کا فن ابتدا ہی سے اللہ نے انہیں عطا کردیا تھا۔ چنانچہ وہ سکول کی بزم ادب سوسائٹی کے صدر رہے۔ اِس دوران انہوں نے کئی تقریری مقابلے جیتے اور انعامات حاصل کئے۔ میٹرک کے بعد انہوں نے ایف اے اور بی اے پرائیویٹ کیا۔ بعدازاں پنجاب یونیورسٹی سے ایل ایل بی، ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اِس کے بعد وہ مصر چلے گئے، جہاں کچھ عرصہ جامعۃ الازہر میں گزارا۔

1999ء سے 2002ء تک وہ اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر رہے۔ قبل ازیں انہوں نے بطور خطیب محکمہ اوقاف مسجد چوک داگراں میں طویل عرصہ تک ذمہ داریاں نبھائیں۔ فوجی آمر پرویز مشرف کے جابرانہ عہد اقتدار میں روشن خیالی کے نام پر سیکولر جبریت کو بزور قوت ملک پر مسلط کرنے کی کوششیں شروع ہوئیں اور آئین و قانون سے "اسلامیت" کے ہر نشان کو مٹا دینے کی تدبیریں کی جانے لگیں۔ اسی دوران جب توہین رسالت کا قانون پرویز کا ہدف بنا تو اس قانون کے خاتمے کے لئے پرویزی کوششوں کو ناکام بنانے میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے مرکزی کردار ادا کیا۔ اسی طرح جب یورپ میں گستاخانہ خاکے شائع ہوئے تو اُس کے خلاف انہوں نے ملکی سطح پر احتجاج کو منظم کیا۔ انہوں نے ناموس رسالت محاذ قائم کیا، جس کے پلیٹ فارم سے نام نہاد آزادی اظہار کے علمبردار اسلام دشمن صلیبی وصیہونی ٹولے کی ناپاک جسارت کے خلاف بھرپور صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ اِس احتجاج پر اُن کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔ انہیں گرفتار کرلیا گیا۔ آپ محکمہ اوقاف میں خطیب تھے۔ اُن کی ملازمت بھی اُن سے چھین لی گئی۔ بعدازاں جب عدالت نے اُن کے حق میں فیصلہ دیا، تو اگرچہ اُن کی ملازمت بحال ہوگئی، لیکن انہوں نے ازخود استعفاء دے دیا۔

> ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت ایک بہیمانہ اور سفاکانہ اقدام ہے۔ یہ درپردہ اُن بیرونی قوتوں کی گھناؤنی سازش کا حصہ ہوسکتا ہے جس کے تحت وہ بریلوی اور دیوبندی مسالک کے لوگوں میں تشدد اور تشتت اور فرقہ درانہ کشیدگی پیدا کر کے ملک کے ہر گلی محلے کو خانہ جنگی کی آماجگاہ بنانا چاہتی ہیں

ڈاکٹر سرفراز نعیمی اپنے علم وفضل، فہم وفراست، ایمان وتقویٰ اور سادگی و دیانت میں منفرد اور ممتاز مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی دین کی اشاعت کے لئے وقف کررکھی تھی۔ اُن کے والد گرامی نے جامعہ نعیمیہ قائم کرکے نئی نسل کی دینی تعلیم وتربیت کے جس عظیم مشن کا آغاز کیا تھا، ڈاکٹر صاحب نے پوری لگن اور جانفشانی سے اِس مشن کو آگے بڑھایا۔ اِس وقت لاہور میں اُن کے 11 مدارس قائم ہیں اور دوسرے شہروں میں بھی بہت سے مدرسوں کا اُن سے الحاق ہے، جہاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا بندوبست بھی کیا گیا ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ مدارس کے ذمہ داران مدرسے کی آمدنی سے ذاتی ضروریات پر بے دریغ پیسہ خرچ کرتے ہیں اور بعض تو اِسے اپنا کاروبار بنا لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو جامعہ نعیمیہ سے 9300 روپے تنخواہ ملتی تھی۔ انہوں نے اسی پر گزارا کیا۔ اس کے علاوہ جامعہ سے ذاتی ضروریات کے لئے ایک پیسہ بھی نہ لیا۔ یہاں تک کہ کبھی موٹر سائیکل کے لئے تیل لیا اور نہ مدرسے سے کبھی کھانا کھایا۔ یہ احتیاط پسندی، دیانت اور قناعت اُن کے والد کی تربیت کا نتیجہ تھی۔ کچھ عرصہ پہلے روزنامہ جنگ نے اُن سے اسلامی موضوعات پر کالم لکھنے کی درخواست کی۔ انہوں نے اسے قبول کرکے دینی کالم لکھنا شروع کردیا، جو اخبار میں باقاعدہ شائع ہونے لگا۔ اس دوران جنگ کی انتظامیہ نے انہیں مناسب اعزازیہ کی پیشکش کی، مگر انہوں نے یہ کہہ کر معاوضہ لینے سے انکار کردیا کہ "میں یہ کالم دینی خدمت کے لئے تحریر کرتا ہوں اور اس کا معاوضہ لینا کسی صورت مناسب نہیں۔"

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کا تعلق بریلوی مکتب فکر سے تھا۔ آپ تنظیم المدارس کے صدر تھے، لیکن اُن کی شہرت ایک معتدل مزاج عالم کی تھی۔ اُن کے والد گرامی حضرت مفتی محمد حسین نعیمی اُن چند محترم شخصیات میں سے تھے، جو اسلامی نظریے کے تحفظ وبقا کے لئے تمام مکاتب فکر کو اکٹھے اور متحرک کرسکتے تھے اور انہوں نے ہمیشہ اتحاد امت کے لئے جدوجہد کی۔ اپنے والد کی طرح ڈاکٹر صاحب نے بھی معتدل ومتوازن طرز فکر اپنایا، اور کبھی بھی مسالک کی بنیاد پر اختلافی فضا کو پنپنے نہیں دیا۔ انہوں نے ہمیشہ اتحاد کی بات کی۔ اُن کا ادارہ جامعہ نعیمیہ ہمیشہ اتحاد کی علامت رہا ہے۔ اپنے معتدل مزاج طبیعت کی وجہ سے وہ تمام مسالک کے لوگوں میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام جب بھی کوئی اہم تقریب یا سیمینار ہوتا اور انہیں مدعو کیا جاتا تو وہ اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر ضرور تشریف لاتے۔ اپنی

شہادت سے چند دن قبل وہ تنظیم اسلامی کی دعوت پر قرآن آڈیٹوریم لاہور میں منعقدہ نفاذِ شریعت سیمینار میں شریک ہوئے اور حاضرین کو اپنے خیالات سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا۔

اگرچہ انہوں نے طالبان کے متعلق سخت موقف اپنا رکھا تھا، تاہم وہ حقیقی اور جعلی طالبان میں فرق بھی کرتے تھے۔ وہ اُن خطرناک سازشوں سے بھی پوری طرح آگاہ تھے جن کا مقصد ملک میں فرقہ وارانہ مناقشت کو جنم دینا ہے۔ مالاکنڈ میں فوجی آپریشن کے بارے میں بھی اُن کی رائے دوسرے مسالک سے مختلف تھی۔ انہوں نے آپریشن کی حمایت کی، تاہم اختلافی رائے رکھنا ہر شخص کا حق ہے۔ اُنہوں نے ملی مجلس شرعی کے نام سے ایک پلیٹ فارم قائم کیا تھا جس میں سب مسالک کی نمائندگی تھی اور اب اُن کا ارادہ تھا کہ مختلف مسالک کے نمائندہ علماء کا ایک اجلاس بلایا جائے، تاکہ فوجی آپریشن کے حوالے سے دینی قوتیں متفقہ موقف اپنا سکیں۔ وہ امریکہ کے شدید مخالف تھے اور پاکستان میں حالات کی خرابی کا ذمہ دار امریکی مداخلت کو قرار دیتے تھے۔ اُن کا بجا طور پر یہ خیال تھا کہ امریکہ کا مقصد ہمارے ملک کے حالات کو انتہائی حد تک بگاڑنا ہے، تاکہ بزور طاقت ہمارے ایٹمی اثاثوں پر قبضہ کرنا آسان ہو جائے۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت ایک بہیمانہ اور سفاکانہ اقدام ہے۔ یہ درپردہ اُن بیرونی قوتوں کی گھناؤنی سازش کا حصہ ہو سکتا ہے جس کے تحت وہ وطن عزیز کو انتشار اور افتراق کی آگ میں جھونک دینا چاہتی ہیں اور بریلوی اور دیوبندی مسالک کے لوگوں میں تشدد اور تشتت اور فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کر کے ملک کے ہر گلی محلے کو خانہ جنگی کی آماجگاہ بنانا چاہتی ہیں۔ اُن کے قتل پر جنرل (ر) حمید گل کا یہ بیان معنی خیز ہے کہ یہ ایک بڑے امریکہ مخالف شخص کا قتل ہے۔ ہم بریلوی مکتب فکر کے اہل فکر و نظر سے امید رکھتے ہیں کہ وہ بیرونی سازش کو ناکام بنا دیں گے، اور اُن سے یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ مولانا صاحب کی اتحادِ امت کے لئے کوششوں کو آگے بڑھائیں۔

مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ، ایک بیٹا اور چار بیٹیاں چھوڑیں۔ ادارہ اُن کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ ہماری دعا ہے، اللہ تعالیٰ مرحوم کی دینی خدمات کو قبول فرمائے، اُن کی لغزشوں سے درگزر فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

یہود و نصاریٰ پاکستان کو ٹکڑوں میں بانٹ کر اسلام کے قلعے کو کمزور کرنا چاہتے ہیں

ڈاکٹر سرفراز نعیمی اور اُن کے ساتھیوں کی اور نوشہرہ مسجد بم دھماکے میں ہونے والی ہلاکتیں افسوس ناک ہیں

اسلام دشمن عناصر کا ہدف مساجد میں بم دھماکے اور علماء کرام کو دہشت گردی کا نشانہ بنا کر پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑکانا ہے

حافظ عاکف سعید

1 امریکہ سوات میں فوجی آپریشن کے ذریعے مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر خوشی کے شادیانے بجا رہا ہے اور ہم اس کی خوشنودی کے لیے اس کی ڈکٹیشن پر اپنا سب کچھ لٹانے کو تیار بیٹھے ہیں۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کہی۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کہتا ہے یہود و نصاریٰ کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے لیکن ہم ان کی دوستی کا دم بھرتے نہیں تھکتے۔ یہود و نصاریٰ پاکستان کو ٹکڑوں میں بانٹ کر اسلام کے قلعے کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ امریکہ نے پہلے نظام عدل ایکٹ کو سبوتاژ کیا۔ اب سوات کے بعد جنوبی وزیرستان میں بھی فوجی ایکشن کے لیے زور ڈال رہا ہے۔ ہماری اس غلط پالیسی کے بھیانک نتائج سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں۔ امریکہ یہی چاہتا ہے کہ یہاں ابتری پیدا ہو اور علیحدگی پسند تحریکوں اور ملک دشمن عناصر کو پنپنے کا موقع ملے، لیکن افسوس ہم بڑی تیزی سے امریکی سازش کا شکار بنتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکمران ہوش کے ناخن لیں اور دشمنوں کی سازش کو پہچانیں۔ انہوں نے کہا کہ اصلاً تو جس مشکل صورتحال سے ہم دوچار ہیں وہ اللہ کے دین سے بے وفائی کی سزا کے طور پر اللہ کے عذاب کی ایک شکل ہے۔ اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ ہم اجتماعی توبہ کر کے اپنا قبلہ درست کریں اور ملک میں نفاذِ شریعت کی اجتماعی کوشش کریں۔

2 امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی ان کے ساتھیوں اور نوشہرہ مسجد بم دھماکے میں ہونے والی ہلاکتوں پر گہرے دُکھ کا اظہار کیا اور کہا کہ اسلام دشمن عناصر مساجد میں بم دھماکے اور علماء کرام کو دہشت گردی کا نشانہ بنا کر پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کا آغاز کروانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے علماء کرام اور تمام مسلمانانِ پاکستان سے اپیل کی کہ ایسے موقع پر کسی قسم کے اشتعال میں آنے کی بجائے دشمن کے مذموم مقاصد کو سمجھنے اور اسے ناکام بنانے کے لیے باہمی یکجہتی اور امن و اتحاد کو فروغ دینا چاہیے۔

12 جون کو امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کے اخبارات کو جاری کیے گئے بیانات کے پریس ریلیز

ضرورت ہے کچھ خاص لوگوں کی!

صباحت موسیٰ

افسوس صد افسوس......

سوات کے خانماں برباد شہری کیسے پاکستانی ہیں جن کو در بدر کرنے کے بعد کسمپرسی کی حالت میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا ہے۔ آخر کس اسٹریٹیجی کی بنیاد پر اور کون سی پالیسی پر عملدر آمد کر کے اپنے ہم وطنوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے؟

دنیا میں ایک ملک بھی ایسا نہیں جو اپنے ہی شہریوں پر بم برساتا ہو اور پھر اس پر فخر بھی کرتا ہو۔ اپنے ہی وطن کے لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال دیتا ہو اور ان کی لاشیں بچھا دیتا ہو، اور ہو بھی یہ سب کچھ غیروں کے کہنے پر!! غیروں کی پالیسی اپنا کر ہم نے کیا پایا؟ ہمارے ہاتھوں رسوائی، ذلت بھوک اور بے سرو سامانی کے سوا کیا ہاتھ آیا؟؟

آپ کے غلط رویوں اور غلط پالیسیوں سے مسائل نے دورخ اژدھے کی شکل اختیار کر لی ہے۔ ایک طرف ملک عدم استحکام سے دوچار ہے تو دوسری جانب اقتصادی بحران ہے جو غریبوں کو نگل رہا ہے اور جس نے پاکستان کی معاشی ابتری میں دو چند اضافہ کر دیا ہے۔

مالاکنڈ اور اس سے ملحقہ تمام علاقے پاکستان کے قیام سے پہلے کی حالت میں جوں کے توں قائم ہیں۔ پاکستان کے سالانہ ترقیاتی بجٹ میں سے معقول حصہ ملک کے اس حصے کی تعمیر و ترقی میں نہیں لگا، حالانکہ پاکستان کا یہ حصہ سیاحت کے حوالے سے ایک اہم مقام رکھتا ہے اور یہاں سے ہونے والی آمدنی ملکی وسائل میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ یہاں کے باشندے کسی عوامی تردد یا شکایت کے بغیر نہایت سکون کے ساتھ اپنے گھروں میں قیام پذیر تھے، مگر کیا کیجئے کہ ہمارے حکمرانوں کی عاقبت نااندیشی نے ملک کے بقیہ تمام کارآمد اداروں کی بیخ کنی کے بعد اس بے حد فائدہ مند سیاحتی مقام کا دروازہ بند کر کے اپنے لئے معاشی وسائل میں کمی کا سبب پیدا کر لیا اور اس ''جنگ بلا جواز'' کے نتیجے میں غربت و افلاس کا ایک سیل رواں دوسرے صوبوں کی جانب دھکیل دیا گیا۔ جن کے عوام پہلے ہی حکومت کی بیش بہا ''کرم نوازیوں'' کے بوجھ تلے کراہ رہے ہیں، ان کے لئے اپنے مہاجرین بھائیوں کی دل کھول کر امداد کرنا جس قدر ضروری ہے اسی قدر مشکل بھی ہے، لیکن آفرین کے مستحق ہیں مردان، پشاور، صوابی اور دیگر شہروں کے باسی جنہوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کی دل کھول کر نہ صرف امداد کی بلکہ اپنے گھروں کے دروازے بھی ان پر وا کر دیئے۔

یوں تو ملک بھر سے امدادی کارروائیاں اپنے عروج پر ہیں مگر حکومت کی اپنی حکمت عملی اتنی ناقص ہے کہ وہ متاثرین سوات کے لئے ہنگامی بنیادوں پر تو کیا، نارمل طریقوں پر بھی امدادی اشیاء کی تقسیم صحیح انداز میں نہ کر سکی۔ نتیجتاً لاکھوں مہاجرین بے سرو سامانی کے عالم میں کھلے آسمان تلے امداد کی فراہمی کے منتظر بیٹھے ہیں۔

ادھر زرداری صاحب خالصتاً ''بنیئے'' کے کردار میں اپنے آپ کو میڈیا میں روشناس کرا رہے ہیں اور ملکی عزت و وقار کو ''چار چاند'' لگا رہے ہیں۔ انہوں نے بیرونی ممالک سے ''امداد'' طلب کرنا شروع کر دیا ہے کہ فلاں فلاں کارروائی کی مد میں اتنے ارب ڈالر درکار ہیں۔ ان کے مطابق ''ایک ارب ڈالر کی امداد کافی نہیں ہے۔ عسکری صلاحیت بڑھانے اور متاثرین کی امداد کے لئے اربوں پاؤنڈز چاہئیں۔ مدارس میں اصلاحات کے لئے 2 ارب ڈالرز چاہئیں۔'' اب ان سے کوئی پوچھے کہ متاثرین زلزلہ کے لئے کروڑوں ڈالر کی امداد کا کیا نتیجہ برآمد ہوا اور ملکی سطح پر جمع کی گئی امدادی رقم اور اشیاء کہاں غائب ہو گئی؟؟ جواب تو انہوں نے خیر کیا دینا ہے، ہماری حکومتوں کا وطیرہ بن گیا ہے کہ جس طرح پچھلی حکومتوں نے بہتی گنگا میں ہاتھ دھوئے ہیں تو ہم کیوں پیچھے رہیں، ہم زیادہ بہتر طریقے سے ہاتھ دھو سکتے ہیں۔

حکومت کے اسی طرز عمل کے سبب ہمارے ملک کے باشندوں میں شدید بے چینی اور مایوسی پھیل رہی ہے۔ حکمران جماعت کچھ بھی deliver کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ سنجیدگی سے تمام مسائل اور پریشانیوں کو دوررس پالیسی اپنا کر ختم کیا جائے۔ زرداری صاحب ایک منتخب سیاسی لیڈر ہونے کے ناتے (جو جمہوریت کا دعوے دار بھی ہے) جمہوریت کو پنپنے کی راہیں استوار کرنے میں عوامی سپورٹ حاصل کریں، غیروں کی پالیسی کو ترک کریں اور اپنے ملک کے مفاد کو عزیز سمجھیں۔

حکومتیں وہ کامیاب ہوتی ہیں جن کی جڑیں عوام میں ہوں۔ عوام ہی حکومت کی بقاء کا سبب بنتے ہیں۔ لہٰذا عوام کی زندگی کو بہتر بنانے کی پالیسی پر عمل کیا جائے اور ان کا اعتماد بحال کیا جائے۔ عوام کی مثال اس شیر کی طرح ہے، جس کا اگر پیٹ بھرا رکھا جائے تو وہ سویا رہتا ہے، مگر جب اس کا پیٹ خالی ہو تو وہ اپنے مالک کو بھی ہڑپ کر جاتا ہے۔

بلوچستان کے عوام کو ان کا حق دیا جائے، وزیرستان میں جاری آپریشن کو فی الفور بند کیا جائے، مذاکرات کے دروازے کھولے جائیں، باہمی افہام و تفہیم کی فضا پیدا کی جائے۔ مالاکنڈ کے لوگوں کے جائز حقوق پورے کیے جائیں۔ افواج کو سرحدوں کی نگرانی پر مامور کیا جائے نہ کہ ان سے اپنے شہری مروائے جائیں۔ سوات اور مالاکنڈ سے اپنی فوجوں کو واپس بلایا جائے اور طالبان سے دوبارہ مذاکرات کی فضا ہموار کی جائے اور انہیں نہتا کیا جائے کیونکہ شریعت کے نفاذ کے لئے گولی کی نہیں، اللہ کے قانون کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مومن کی جان لے، اس کی جان اور مال کی حرمت دوسرے مومن پر فرض ہے۔ اگر آپ جمہوریت کے علمبردار ہیں تو اسلام سب سے پہلے جمہوریت کا علمبردار ہے۔ لیکن حاکمیت آپ کی نہیں ہوگی، آپ کو اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کرنا اور اُس کے مطابق قانون سازی کرنی ہوگی۔ اہل سوات کو اپنے علاقوں میں ان کی مرضی کے مطابق نفاذِ شریعت کی اجازت دی جائے۔ شریعت اسلام، احکام خداوندی کی پاسداری کے سوا کچھ نہیں اور بحیثیت مسلمان ہم سب اللہ کے قانون کی پاسداری کے مکلف ہیں اور شرعی احکام ہم سب پر یکساں طور پر لاگو ہوتے ہیں۔ اسلام کا نظام سوائے امن کے اور کچھ نہیں۔ اگر ملک کے ایک بڑے حصے میں امن آ جائے تو اس سے اچھی بات اور کیا ہوگی۔ سوات ہی کیا پورے ملک میں شریعت کا نفاذ آئینی تقاضا ہے، لہٰذا ملک کے نظام کو

شریعت کے مطابق ڈھالنے۔

پاکستانی عوام کو بالعموم روٹی، کپڑا اور مکان کی فراہمی آسان اور سستی کی جائے۔ بڑھتے ہوئے افراطِ زر پر قابو پایا جائے۔ زرعی ملک ہونے کے باوجود زرعی قلت ملک کے لئے باعثِ شرمندگی اور ملک کے باسیوں کے لئے باعثِ پریشانی ہے۔ لہٰذا زرعی پیداوار کی بے جا ایکسپورٹ کو روکا جائے۔ متاثرین سوات کے لیے آنے والی امداد کی فی الفور تقسیم کو یقینی بنایا جائے۔ ان کی آبادکاری کے تمام مسائل جس میں کچی آبادیوں کا قیام، پانی وبجلی کی دستیابی، ہسپتال واسکول کی تعمیر اور دیگر سہولتوں کی فراہمی شامل ہے کے حل کی ترجیحی بنیاد پر تدبیر کی جائے۔

اس وقت ضرورت ہے بہترین پلاننگ کی، مثبت اور تعمیری سوچ کے حامل افراد کی اور ایسے حکمرانوں کی جو سیاسی اور گروہی مفادات سے بالاتر ہو کر واقعی وطن کے مسائل سے نمٹنے کی اہلیت رکھتے ہوں، انسانی فلاح وبہبود کے لئے کوشاں ہوں اور حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہوں۔

بات یہ ہے کہ عام آدمی اور خاص آدمی میں فرق ہوتا ہے۔ عام آدمی صرف اپنی بات کرتا ہے اور اپنے فائدے کی سوچتا ہے، جبکہ خاص آدمی وہ ہوتا ہے جو دوسروں کی بات کرتا ہے اور دوسروں کے فائدے کی سوچتا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس وقت اِس ملک کو کچھ خاص آدمیوں کی شدید ضرورت ہے۔ ہم اپنے اپنے کرداروں کا جائزہ لیں تو ہمیں پتا چلے گا کہ ہم خاص ہیں یا عام۔ اگر ہم 16 کروڑ میں کچھ خاص لوگ نکل آئے تو یقین جانیں، ہم وہی قوم بن جائیں گے جس کی نوید اللہ نے اپنی پیاری کتاب میں دی ہے۔

"اگر تم مومن ہوئے تو تم ہی غالب اور سربلند ہو گے"
(القرآن)

علماء کرام وخطباء حضرات سے اپیل

ہر ماہ کا ایک جمعہ ختم نبوت کے لئے وقف کریں

- عقیدۂ ختم نبوت دین کی اساس ہے۔ چنانچہ امام زین نجیمؒ نے الاشباہ والنظائر، ص 102 پر لکھا ہے: "اذا لم یعرف ان محمد ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات" "جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں، وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔"
- آئین پاکستان کی رو سے قادیانی کافر ہیں۔ جبکہ وہ خود کو مسلمان اور امت محمدیہ کو کافر کہہ کر آئین سے بغاوت کر رہے ہیں۔
- تحریک ختم نبوت 1974ء کے بعد تحریک نظام مصطفی ﷺ، تحریک ایم آر ڈی، شیعہ سنی تنازعہ، لسانی قضیہ، عراق ایران، کویت عراق جنگیں، افغانستان میں روسی پھر امریکی یلغار، سقوط عراق سے سانحہ لال مسجد تک ہوشربا اور سنگین مسائل اور مجبوریوں کی وجہ سے ختم نبوت کے تحفظ کا کام اور قادیانیت کے احتساب کے عمل کی خطابت میں ثانوی حیثیت ہوگئی۔ حالانکہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ اور جہاد جیسے فرائض کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال سے ہے اور ختم نبوت کا تعلق حضور ﷺ کی ذات مبارک سے ہے۔
- ختم نبوت کی پاسبانی براہِ راست ذات اقدسؐ کی خدمت کرنے کے مترادف ہے۔
- لہٰذا: تمام خطیب حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ کم از کم ہر ماہ کا ایک جمعہ مسئلہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کر کے شفاعت نبویؐ کے مستحق بنیں۔ قادیانیت سے خود بچنا اور امت کو بچانا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

والسلام!

(دستخط)

(مولانا خواجہ خواجگان) خواجہ خان محمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان، فون 061-4514122

زبان کا محتاط استعمال

محمد یعقوب عمر

اللہ کے نبی اکرم ﷺ نے جنت میں جانے کے لئے زبان کے صحیح استعمال کو لازم قرار دیا ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ زبان کے استعمال میں بہت غیر محتاط ہیں۔ بہتان تراشی اور چغلی کھانا بہت عام ہے۔ ہمارے آپس کے تعلقات اور آخرت کی کھیتی بھی غیر محتاط گفتگو کی وجہ سے خراب ہوتی ہے۔ اِسی سلسلے میں چند باتوں کو پیش نظر رکھا جائے تو زبان کے استعمال میں احتیاط کا رویہ جنم لے سکتا ہے۔

1۔ موت کو ہر آن یاد رکھیں۔ فکر آخرت انسان میں عاجزی پیدا کرتی ہے۔

2۔ دوسروں کو ہمیشہ اپنے سے بہتر سمجھیں اور فیصلہ کرتے وقت اپنے آپ کو دوسروں کی جگہ رکھ کر سوچیں۔

3۔ بات کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچ لیں کہ ایسا کہنے سے نتائج کیا نکلیں گے۔

4۔ دوسروں کی واضح غلطیوں پر منفی تنقید کی بجائے یہ کہیں کہ اگر ہم ایسا کرتے تو نتائج یہ ہوتے یعنی بہتر ہوتے۔

5۔ غصہ کے وقت اپنے اندر کے شیطان پر کڑی نظر رکھیں۔

6۔ آپ کا دل وزبان اللہ کی یاد وفکر میں رہیں تو اس سے آپ بہت سی خرابیوں سے بچے رہیں گے۔

7۔ بات کرتے وقت اپنی آواز ہمیشہ پست رکھیں اور زبان کو قینچی نہ بنائیں۔

8۔ اگر کسی سے لین دین میں اختلاف ہو جائے، تو سنجیدگی اور متانت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ غصہ اور جوشِ زبان انسان کی شخصیت کو داغدار بنا دیتے ہیں۔

9۔ یہ نہ سمجھیں کہ جو آپ کہہ رہے ہیں وہی صحیح ہے۔ ممکن ہے دوسرا آدمی صحیح بات کہہ رہا ہو۔ لہٰذا اس کی بات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

10۔ دوسروں سے خندہ پیشانی سے بات کریں۔

11۔ جو آپ پر تنقید کرے اس کی قدر کریں اور غصہ نہ کریں۔

1

پاکستان کو عراق بنانے کی سازش

انصار عباسی

مفتی سرفراز احمد نعیمی کی دہشت گردی کے اندوہناک سانحہ میں المناک شہادت محض ایک جید عالم دین کا قتل ہی نہیں بلکہ ایک ایسی سازش ہے جس کا مقصد پاکستانی معاشرہ کو مذہبی فرقہ بندی کی ایک اور تقسیم کی طرف دھکیلنا ہے، تاکہ پہلے سے ہمارے متزلزل قومی و مذہبی اتحاد کو تار تار کر دیا جائے اور مذہب کے نام پر قتل و غارت کا یہاں وہ بازار گرم ہو جس میں کوئی مسجد، کوئی عالم دین، کوئی فرد، کوئی گھر اور کوئی شہر محفوظ نہ رہ سکے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کی شہادت پاکستان میں ایک ایسے فتنہ کا بیج بونے کی کوشش ہے کہ یہاں عراق جیسے حالات پیدا کیے جا سکیں اور ملک خانہ جنگی کی ایک ایسی حالت کو پہنچ جائے، جہاں ہمارے دشمن کے لئے پاکستان کو تقسیم اور اس کے ایٹمی ہتھیاروں پر قبضہ کرنا باسانی ممکن ہو جائے۔ ہمارے ہاں ابھی شیعہ سنی فسادات قابو میں نہیں کہ اب دیوبندی اور بریلوی مسلکی اختلافات کو دشمنی میں تبدیل کیا جا رہا ہے اور یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اس نئی سازش کا تعلق سوات میں ملٹری آپریشن کے fall outs سے ہے، جس کا شاید ہم میں سے کسی نے سوچا بھی نہ تھا۔ معلوم نہیں کہ ابھی ہمیں اور کیا کچھ دیکھنا باقی ہے۔

مفتی سرفراز نعیمی صاحب کی شہادت کے اگلے روز متین صلاح الدین لکھتے ہیں کہ دو تین ہفتہ قبل ان کی مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی، جس میں انہوں نے پاکستان کے موجودہ حالات کے حوالے سے سوال کیا جس کے جواب میں مولانا فرمانے لگے "امریکا اور بھارت چاہتے ہیں کہ پاکستان کو توڑ دیا جائے اور ہمارے ایٹمی پروگرام کو تباہ کر دیا جائے۔" جب ان سے طالبان کے نام پر پاکستان میں امریکا اور "را" کی اپنے ایجنٹوں کے ذریعے تخریبی کارروائیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو مفتی نعیمی صاحب کا کہنا تھا "ہم افغانستان کے اصل طالبان کی بات نہیں کرتے۔۔۔ ہم ان کے خلاف ہیں جو دین کا نام لے کر ملک توڑنے کی سازش کر رہے ہیں اور جان بوجھ کر مزاروں اور مساجد کو نشانہ بنا رہے ہیں۔" متین صلاح الدین مزید لکھتے ہیں: میں نے عرض کیا دیکھئے مولانا، مسئلہ تو بنیادی طور پر یہی ہے کہ امریکا نے معصوم افغان مسلمانوں کے خلاف جنگ شروع کی اور غدار فوجی ڈکٹیٹر مشرف نے اس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور امریکا کے خلاف جہاد کرنے والوں کے خلاف لڑنا شروع کر دیا۔۔۔ اور اب امریکا یہاں شورش بپا کر کے ہمارے ملک میں فوجی مداخلت کا جواز پیدا کرنا چاہتا ہے۔ کچھ اور گفتگو ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ مولانا آپ ان سب معاملات پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور ہمارا ان باتوں پر اتفاق ہے تو فرمایئے کہ اس صورتحال کا کیا حل ہے؟ مولانا شہید نے اس امر پر اتفاق فرمایا کہ ایسی کوشش کی جائے کہ ایک بنیادی نکتے پر علمائے کرام اور محب وطن حلقوں کو اکٹھا کیا جائے اور وہ یہ کہ باقی سب کچھ بھول کر ملک بچانے کے لئے امریکی غلامی سے نجات حاصل کی جائے، امریکا کی پالیسی سے جان چھڑائی جائے۔ ارباب اختیار کو مجبور کیا جائے کہ 9/11 کے بعد کے مشرف کے فیصلے کو واپس لے کر پاکستان، افغان سرحد سیل کر دے۔ یہ واضح کر دے کہ افغان طالبان سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں، شرپسندوں کو کچل دیا جائے۔۔۔۔ مضمون کے آخر میں متین صاحب لکھتے ہیں "جامعہ نعیمیہ پر حملہ وطن عزیز کی سرحدوں کے اندر سے نہیں باہر سے ہوا ہے۔ دشمن ملکی اختلافات کو دشمنی میں تبدیل کر کے ایک نہ بجھنے والی آگ بھڑکا کر ہمارے گھر کو خاکستر کرنا چاہتا ہے۔ مولانا شہید کے چاہنے والے اور عقیدت مند انجانے میں دشمن کی گھناؤنی سازش کا آلہ کار بننے سے خود کو بچا کر ان کا مشن پورا کریں۔"

مفتی سرفراز شہید کی جانب سے ملک کو درپیش دہشت گردی اور عسکریت پسندی جیسے مسائل کے حل کے لئے دی گئی تجویز بھی وہی ہے جو ایک سنجیدہ طبقہ کی طرف سے بار بار پیش کی جا رہی ہے یعنی امریکا کی غلامی سے آزادی اور 9/11 کے نتیجے میں جنرل مشرف کی طرف سے اختیار کی گئی مسلم کش نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ سے پاکستان کی لاتعلقی۔ لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت اس اصل مرض کی تشخیص کے باوجود محض ظاہری اثرات پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔ امریکا کے ڈر اور ڈالروں کی لالچ میں ہمارے حکمران مشرف کی پالیسی کو نہ صرف برقرار رکھے ہوئے ہیں بلکہ ان کی کمزوریوں نے امریکا کو پاکستان پر مزید مسلط کر دیا ہے، جس کی وجہ سے آگ اور خون کی ایک ایسی ہولی یہاں کھیلی جا رہی ہے، جس کو اگر روکا نہ گیا تو تباہی ہمارا مقدر ہوگی۔ صدر آصف علی زرداری نے بعد از نصف شب قوم سے خطاب میں، جب کہ لوگوں کی اکثریت محوِ خواب تھی، اس بات کا عہد کیا کہ وہ دہشت گردوں کے خلاف آخری حد تک جنگ لڑیں گے۔ صدر زرداری امریکی خواہش کے مطابق طاقت کے ذریعے دہشت گردی، عسکریت پسندی اور طالبانائزیشن کے حل پر بضد ہیں۔ صدر کی طرف سے سوات میں کنٹونمنٹ کے قیام اور فوج کی تنخواہ میں اضافہ بلاشبہ ایک خوش آئند اقدام ہے مگر کاش ہمارے حکمران دشمن کی اس سازش کو سمجھ سکیں جس کی وجہ سے ہمارے نوجوان خودکش بمبار بن کر اپنے ہی ہم وطنوں کی جانیں لے رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھیار تھما دیے گئے ہیں جس کا نشانہ ان کی اپنی فوج اور پولیس ہیں۔ ایسے حالات پیدا کر دیے گئے ہیں جہاں بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیا گیا ہے۔ مفتی نعیمی کو شہید کرنے کا مقصد اس دشمنی کو مزید پھیلانا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ آنے والے دنوں میں کچھ اور علماء حضرات کو دشمن اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنانے کی کوشش کریں گے تاکہ فرقہ واریت کے ایک نئے دور کا یہاں آغاز کیا جا سکے۔ ان حالات میں حکومت، سیاسی جماعتوں اور علماء حضرات کو مل بیٹھ کر اس بنیادی حل کی طرف قدم بڑھنا ہوگا جس کا ذکر مفتی نعیمی صاحب نے اپنی گفتگو میں کیا۔ مزید معصوموں کی جانوں کو بچانے کے لئے حکومت کو امریکا کی دہشت گردی کے خلاف جنگ سے جان چھڑانی پڑے گی۔ ڈرون حملوں کے خاتمہ کے لیے ایک واضح حکمت عملی پر عمل پیرا ہونا پڑے گا۔ سوات اور قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن روک کر طالبان سے بات چیت کر کے سیاسی اور پر امن حل کی طرف قدم بڑھانا ہوگا۔ اگر مغربی طاقتیں اپنے معصوم لوگوں کی جانوں کو بچانے کی خاطر شمالی آئرلینڈ میں دہشت گردوں کے ساتھ بات کر سکتی ہیں اور اس عمل کی مکمل حمایت کر سکتی ہیں تو ہم

ایسا کیوں نہیں کر سکتے اور ہمارے لیے ایسا کرنے میں امریکا کی طرف سے کیوں ممانعت ہے۔

آپریشن سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ مزید گھمبیر ہو جاتے ہیں۔ لال مسجد ملٹری آپریشن نے اس ملک میں خود کش بم باروں کی ایک نہ ختم ہونے والی کھیپ تیار کی، جیسا کہ توقع تھی۔ موجودہ سوات ملٹری آپریشن نے بھی دہشت گردی کے واقعات میں نہ صرف بے پناہ اضافہ کر دیا ہے بلکہ اسے ایک نیا مگر انتہائی سنگین رخ دے دیا۔ نا اہل اور نا سمجھ سیاسی قیادت نے فوج کو ایک ایسی جنگ میں جھونک دیا جو کبھی جیتی نہیں جا سکتی۔ فوجی آپریشن نے مسائل کو نہ کبھی پہلے حل کیا نہ اب کر سکتے ہیں۔ توقع یہ تھی کہ سوات آپریشن چند ہفتوں میں ختم ہو جائے گا مگر یہ طول پکڑتا جا رہا ہے۔ اب تک سو سے زائد فوجی جوان اور افسر شہید ہو چکے ہیں جبکہ 1300 سے زائد عسکریت پسندوں کو فوجی ترجمان کے مطابق مارا جا چکا ہے۔ حقیقت میں نجانے ان میں سے کتنے واقعی عسکریت پسند اور دہشت گرد تھے، یہ شاید کبھی معلوم نہ ہو سکے گا۔ دہشت گردی کے واقعات میں جاں بحق ہونے والوں کی کوئی گنتی نہیں اور اب ان واقعات میں کافی حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ فوج کے خلاف لڑنے والوں کو بیرونی امداد کھلے عام مل رہی ہے اور بھاری مقدار میں امریکی اسلحہ پکڑا جا چکا ہے۔ ایسے میں دانش کا تقاضا ہو گا کہ حکومت اپنی موجودہ حکمت عملی میں تبدیلی لائے، ورنہ معصوموں کا خون مزید بہنے سے کوئی نہیں روک سکتا اور شاید امریکا، ایک اور عراق بنانے میں کامیاب ہو جائے۔

(بشکریہ روزنامہ ’’جنگ‘‘)

2

آپریشن راہِ راست یا براہِ راست؟

ملک الطاف حسین

سوات اور اس کے ملحقہ علاقوں میں کیے جانے والے آپریشن کو ’’آپریشن راہ راست‘‘ کا نام دیا گیا ہے۔ یوں تو یہ آپریشن تقریباً گزشتہ 2 برس سے جاری تھا مگر اس سے پہلے اس آپریشن کی شدت اور حدت کافی کم تھی اور یہ بغیر نام کے بھی تھا۔ مگر اب کی بار یہ آپریشن جو صدر زرداری کی وائٹ ہاؤس میں موجودگی کے دوران وزیر اعظم پاکستان جناب سید یوسف رضا گیلانی نے 7 مئی کو قوم سے خطاب کے دوران ایک حکم کے ذریعے سختی کے ساتھ جاری کرنے کا فیصلہ سنایا، اس کو ایک خوبصورت نام اور خوفناک جنگ میں تبدیل کر دیا گیا۔

اس آپریشن کا مکمل تجزیہ کیا جائے تو ایسا ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کوئی ’’آپریشن راہِ راست‘‘ ہے بلکہ حالات اور واقعات کی تمام کڑیاں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ یہ آپریشن راہِ راست نہیں بلکہ ’’براہ راست‘‘ ہے جو امریکہ کی زیر نگرانی کیا جا رہا ہے۔ گو کہ امریکہ اس کے اتحادیوں اور حکومت پاکستان کے یک طرفہ پروپیگنڈے نے بہت کچھ نظروں سے اوجھل کر دیا ہے، اس کے باوجود یہ بات سمجھنا زیادہ مشکل نہیں کہ افغانستان، فاٹا اور سوات میں لڑی جانے والی جنگ قطعاً پاکستان کی جنگ نہیں اور نہ ہی یہ جنگ پاکستان نے شروع کی تھی بلکہ یہ جنگ امریکی جنگ ہے جس کے لئے پاکستان استعمال ہو رہا ہے۔۔۔ طالبان افغانستان کے ہوں یا پاکستان کے، نفاذ شریعت محمدیؐ کے رہنما ہوں یا کارکن، ان میں سے کوئی بھی پاکستان کا دشمن نہیں تھا۔ افغانستان اور پاکستان کے شمالی علاقہ جات سمیت وزیرستان وغیرہ میں امریکی جارحیت اور مداخلت

واشنگٹن اور اسلام آباد میں اگر کسی کو یہ غلط فہمی ہے کہ اس طرح کے ظلم وتشدد سے پاکستان کے اندر اسلامی نظام کے نفاذ کے مطالبے کو روک لیا جائے گا تو ایسا ہونا ممکن نہیں بلکہ اس طرح قرآن وسنت کے قانون کے نفاذ کا مطالبہ مزید زور پکڑے گا

کے خلاف رد عمل تھا جو امریکی ظلم اور زیادتیوں کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ مسلح مزاحمت اور جہاد میں تبدیل ہو گیا۔ لہٰذا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ امریکہ پر دباؤ ڈالا جاتا کہ وہ خطہ کے استحکام، سلامتی اور عالمی امن کے لئے اپنے اتحادیوں کے ساتھ انخلاء کر جائے، کیونکہ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو مزاحمت تیز ہوگی، جس سے پاکستان بھی متاثر ہوگا مگر یہاں ایک بار پھر جنرل مشرف کی غلطی کو دہرایا گیا۔ امریکی وفاداری اور تابعداری میں مزید سخت اقدامات اٹھائے گئے۔

آج ’’آپریشن راہ راست‘‘ کے ذریعے براہ راست اپنے شہریوں کا جو خون بہایا جا رہا ہے اس کے بھیانک نتائج کب تک سامنے آتے رہیں گے یہ تو وقت ہی بتائے گا تاہم سر دست جو صورتحال ہے وہ یہ کہ آپریشن راہ راست کی وجہ سے وہ لوگ بھی بھٹک گئے کہ جو اب تک راہ راست پر تھے۔ ملک خانہ جنگی کی لپیٹ میں آتا جا رہا ہے۔ کراچی سے لے کر پشاور تک ٹارگٹ کلنگ اور خود کش حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ حکومت کی رٹ پورے ملک میں تو کیا خود اسلام آباد میں بھی کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ قانون کی بالا دستی کا تصور تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے اور مجرموں کا تعاقب کرنے والے محافظ اپنے فرض کی ادائیگی میں مسلسل ناکام رہے ہیں۔ قوم کی تشویش اور مایوسی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

’’نظام عدل معاہدہ‘‘ جس سے امن قائم ہونے کی امید ہو چلی تھی، اس معاہدے کو اچانک توڑ کر آپریشن راہ راست شروع کر دیا گیا مگر معاہدہ توڑنے کی وجوہات اور تفصیلات سے اب تک عوام کو آگاہ نہیں کیا گیا۔ تمام الزامات اور بیانات یک طرفہ ہیں۔ یہ ویسی ہی تکنیک معلوم ہوتی ہے کہ جیسی افغانستان اور عراق پر حملہ کرتے وقت امریکہ نے اختیار کی تھی۔ بے بنیاد الزامات اور گمراہ کن پروپیگنڈے کو ہی حملے کا جواز بنایا گیا۔

یہ سوال بھی بہت اہم ہے کہ کیا آپریشن راہ راست کے لئے سوات کے عوام نے کوئی مطالبہ کیا تھا؟ جو لوگ اس آپریشن سے متاثر ہو کر بے گھر ہوئے ہیں وہ کیا کہتے ہیں۔۔۔؟؟ آپریشن راہ راست اس قدر شدت، بے رحمی اور عجلت کے ساتھ کیوں شروع کیا گیا کہ 35 لاکھ سے زائد ہم وطن چند روز میں درختوں اور ٹینٹوں کے نیچے پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ ان متاثرین کی واپسی کب ہوگی۔ تباہ شدہ علاقے کی تعمیر نو کیسے ہوگی، اس کی کچھ خبر نہیں۔

عبد الرشید غازی، نیک محمد، محمد عالم، امیر عزت خان، نواب اکبر بگٹی، نوابزادہ بالاچ مری اور محترمہ بے نظیر بھٹو سمیت پاکستان کی جن جن شخصیات کو قتل کیا جا چکا ہے اس سے پاکستان کے عوام کو کس قدر (بقیہ صفحہ 18 پر)

تنظیم اسلامی پنجاب پوٹھوہار کے زیر اہتمام نفاذِ شریعت کانفرنس

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے زیر اہتمام 15 مئی 2009ء بروز جمعہ بعد نماز عصر تا عشاء جامع مسجد سول ہسپتال گوجر خان میں، شریعت کیا، کیوں اور کیسے؟ کے عنوان سے ایک شریعت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نائب ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی شمالی پاکستان جناب خالد محمود عباسی نے کہا کہ شریعت کے بارے میں غلط طور پر یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ یہ محض کوڑے مارنے اور ہاتھ کاٹنے کا نام ہے۔ اسلام نظام عدلِ اجتماعی کا نام ہے، جس پر چلنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو شریعت دے کر مبعوث فرمایا۔ شریعت عدل، مساوات، امن اور کفالت عامہ کی ضامن ہے۔ ہمارے حکمران ساٹھ سال سے اس بات سے خائف ہیں کہ اگر نظامِ شریعت نافذ ہو گیا تو مزارع، سرمایہ دار اور مزدور، افسر اور ماتحت اور حکمران اور رعایا کے حقوق برابر ہو جائیں گے، جس کے بعد یہ استحصالی نظام، جاگیردار، نواب اور سردار جس کے محافظ ہیں، اپنی موت آپ مر جائے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ نام نہاد جمہوریت پسند قوتیں اگر چاہیں تو ریفرنڈم کا انعقاد کر کے دیکھ لیں کہ کتنے لوگ ظالمانہ، استحصالی نظام کا خاتمہ اور شریعت چاہتے ہیں اور کتنے اس کے مخالف ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی پاکستان حافظ عاکف سعید نے اپنے خطاب میں سورۃ المائدہ کی چند آیات کی روشنی میں نفاذ شریعت کی ضرورت و اہمیت پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ آج سے چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مکمل دین دے کر مبعوث فرمایا، جو ایک کامل نظامِ حیات ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ شریعت کا اعتقادی طور پر انکار کریں وہ تمام فقہاء و ائمہ کی نگاہ میں کافر ہیں۔ نفاذ شریعت کی جدوجہد تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو اللہ کے حضور جوابدہ ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ساٹھ سال میں الیکشن کے ذریعے، گولی کے ذریعے اور تبلیغ محض کے ذریعے نفاذ اسلام کی کوششیں کیں، لیکن ان میں سے کوئی راہ بھی سود مند ثابت نہ ہو سکی۔ شریعت کے نفاذ اور غلبہ و اقامت دین صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلتے ہوئے انقلابی طریقہ سے اسلام کے غلبے کی کوشش کریں، اور پُر امن اور منظم عوامی احتجاجی تحریک کے ذریعے نفاذ اسلام کی راہ ہموار کریں۔ (مرتب: محمد زمان)

اُسرہ خواتین نوشہرہ کا ماہانہ دعوتی اجتماع

15 مئی 2009ء بروز جمعۃ المبارک صبح 10 بجے اُسرہ خواتین کے زیر اہتمام ہمدرد ویلفیئر سنٹر بدرشی نوشہرہ میں دعوتی اجتماع کا انعقاد ہوا، جس کے لئے مقامی خواتین اور رفیقات کے زیرِ دعوت بہنوں کو پہلے سے دعوت دی گئی تھی۔ اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی گئی۔ بعد ازاں نقیبہ صاحبہ نے "آخرت کی حقیقت و اہمیت" کے موضوع کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا اور آخر میں ایک نظم "قرآن کی فریاد" پیش کی گئی۔

اس اجتماع میں 60 کے قریب خواتین نے شرکت کی اور بیان کو بہت دلچسپی سے سنا۔ آخر میں ٹھنڈے مشروب سے خواتین کی تواضع کی گئی۔ (مرتبہ: اہلیہ عامر صدیقی)

تنظیم اسلامی حلقہ جنوبی پنجاب کے زیر اہتمام مظاہرہ

مالاکنڈ میں جاری فوجی آپریشن کے خلاف تنظیم اسلامی حلقہ جنوبی پنجاب کے زیر اہتمام ملتان میں 15 مئی کو شام 5 بجے چوک حسین آگاہی تا چوک نواں شہر ایک پُر امن احتجاجی ریلی نکالی گئی۔ ریلی کی قیادت قائمقام امیر حلقہ ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے کی۔ ریلی کے لئے تمام رفقاء وقت مقررہ پر چوک حسین آگاہی میں پہنچ گئے۔ شدید گرمی کے باوجود ریلی میں 100 سے زائد افراد شریک ہوئے۔ قبل ازیں ریلی کی اطلاع مقامی اخبارات کے دفاتر کو بذریعہ خط پہنچا دی گئی تھی۔ امیر محترم کا وزیر اعظم کے نام کھلا خط بھی شائع کرایا گیا تھا جو ریلی میں تقسیم کیا گیا۔

سوا پانچ بجے تمام رفقاء جلوس کی شکل میں چوک سے روانہ ہوئے۔ اخباری نمائندے بھی موجود تھے۔ کچھ رفقاء ہینڈ بل تقسیم کرتے رہے۔ کچھ دیر بعد یہ ریلی چوک گھنٹہ گھر پہنچی۔ شرکاء وہاں آدھا گھنٹہ کے قریب ٹھہرے رہے۔ بعد ازاں ریلی سول ہسپتال چوک سے ہوتی ہوئی نواں شہر چوک پہنچی۔ دوران سفر مزید دوست احباب بھی ریلی میں شریک ہوتے رہے۔ رفقاء کے لئے ٹھنڈے پانی کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ دو رفقاء دوران سفر رفقاء کو پانی پلاتے رہے۔

سوا چھ بجے تمام رفقاء نے مسجد میں نماز عصر باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد نواں شہر چوک میں تقریباً آدھا گھنٹہ مظاہرہ ہوا۔ چوک میں اشارہ پر رکنے والی ٹریفک کو ہینڈ بل تقسیم کیے جاتے رہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر خان نے شرکاء ریلی سے خطاب کرتے ہوئے حکومت سے فوجی آپریشن فی الفور بند کرنے کا مطالبہ کیا۔ دعا کے بعد تمام رفقاء واحباب اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے، اور ہمارے حکمرانوں کو دین وملک کے وسیع تر مفاد میں پالیسیاں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری)

اسرہ بورے والا کے زیر اہتمام خصوصی دعوتی پروگرام

16 مئی 2009ء کو نقیب منفرد اسرہ بورے والا سیف الرحمٰن رضا کی رہائش گاہ پر دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کے لئے تنظیم اسلامی نیو ملتان کے امیر انجینئر محمد عطاء اللہ خان کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا۔ وہ اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے۔ پروگرام کو کنڈکٹ کرنے کے لئے حلقہ پنجاب شرقی کے امیر محترم محمد ناصر بھٹی اور ڈاکٹر محمد محسن بھی عارف والا سے آئے۔ پروگرام کا آغاز صبح ساڑھے دس بجے ہوا۔ انجینئر محمد عطا اللہ نے دین کا ہمہ گیر تصور پر سیر حاصل گفتگو کی۔ بعد ازاں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ آخر میں شرکاء کو کھانا پیش کیا گیا۔ اس پروگرام میں 12 افراد شریک ہوئے۔ (رپورٹ: سیف الرحمٰن رضا)

اسرہ خدیجۃ الکبریٰ بہاولپور کے تحت دعوتی اجتماع

بہاولنگر شہر میں اُسرہ خدیجۃ الکبریٰ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جس کے تحت ہر پندرہ روز بعد جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد خواتین کا اجتماع منعقد کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں گزشتہ دنوں خواتین کا اجتماع منعقد کیا گیا، جس میں پندرہ خواتین شریک ہوئیں۔ اجتماع کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نبیلہ بی بی نے سورۂ آل عمران کی آیت 28 کی روشنی میں واضح کیا کہ اہل ایمان کو مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار (یہود ونصاریٰ) سے دوستی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ بعد ازاں انہوں نے سورۃ المائدہ کی آیت 57 تلاوت کی جس کا ترجمہ ہے: "اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بناتے ہیں، خواہ وہ ان میں سے ہوں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی یا کافر ہوں" نبیلہ بی بی نے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں انفرادی اور اجتماعی دونوں سطح پر قرآن حکیم کی اس ہدایت کی پیروی کرنی چاہئے۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ قرآن کی اس تعلیم کے برعکس آج ہمارے حکمران ظالم یہود ونصاریٰ کے اتحادی بنے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد خواتین نے رفیقہ تنظیم مسز محمد علی سے ان کے والد سردار اعوان (معتمد خاص بانی تنظیم اسلامی) کے انتقال پر تعزیت کی۔ بعد ازاں مسز محمد علی نے اپنے والد مرحوم کی زندگی کے ایمان افروز واقعات پر روشنی ڈالی نیز انہوں نے ظلم کے خلاف جہاد کی اہمیت کو اجاگر کیا اور

انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت بیان کی۔ بعد ازاں مسز ذوالفقار نے تذکیر بالقرآن کے حوالے سے سورۃ البقرہ کے گیارہویں رکوع کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ راقمہ نے کیا۔

(رپورٹ: مسز عامر قریشی)

حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیت گاہ

24 مئی 2009ء بروز اتوار صبح 10 بجے بمقام جامع مسجد کچہری عارف والا میں حلقہ پنجاب شرقی کی دوسری سہ ماہی تربیت گاہ کا انعقاد ہوا۔ پروگرام کا آغاز ساڑھے دس بجے سورۃ الصف کے آخری رکوع کی تلاوت اور ترجمے سے ہوا، جس کی سعادت راقم نے حاصل کی۔ اس کے بعد بریگیڈیر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان نے ایمانیات، عبادت رب اور ممانعات عبادت، فریضہ شہادت علی الناس کے موضوعات پر تقریباً 12 بجے تک مفصل گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد بیس منٹ چائے اور باہمی تعارف کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد ایک بجے تک ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے اقامت دین کے موضوع پر مفصل گفتگو کی۔ ایک تا دو بجے امیر حلقہ بہاولنگر محمد منیر احمد نے ”لوازم اقامت دین: جماعت اور بیعت“ کے موضوع پر مدلل لیکچر دیا۔ انہوں نے کہا کہ آج جب لوگوں سے بیعت کے بارے بات کی جاتی ہے تو ان کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ بیعت کی بات نہ کریں، کیوں کہ یہ ایک عہد ہے اور اگر عہد پورا نہ کیا جائے تو بندہ گناہ گار ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ایسے لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگ کلمہ پڑھتے ہیں، کیا آپ کلمہ کو عہد خیال نہیں کرتے؟

دو تا ساڑھے تین بجے نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ کھانے اور چائے کا بندوبست ڈاکٹر محمد محسن اور ملک لیاقت نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس انفاق کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کو ہمت اور استطاعت عطا فرمائے کہ ہم بھی راہ حق میں اسی طرح اپنے مال خرچ کریں۔

ساڑھے تین بجے تیسری اور آخری نشست کا آغاز ہوا۔ تمام نقباء اسرہ جات نے اپنے اپنے اسروں کی رپورٹ پیش کی، اور امیر حلقہ نے ان رپورٹوں پر اپنے تاثرات بیان کیے۔ آخر میں شرکاء سے تجاویز اور تاثرات لئے گئے۔ یہ پروگرام ساڑھے چار بجے دعائے مسنونہ پر اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام میں تقریباً 35 احباب اور رفقاء نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سی محنت کو قبول فرمائے اور خدمت دین کے لئے مزید ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔ (مرتب: عابد حسین)

قرآن اکیڈمی جھنگ میں یوم تکبیر کے حوالے سے خصوصی تقریب

قرآن اکیڈمی جھنگ میں 31 مئی 09ء بروز اتوار سہ پہر 6 بجے ”یوم تکبیر“ کے حوالے سے ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت چودھری رحمت اللہ بٹر (ناظم دعوت تنظیم اسلامی پاکستان) نے فرمائی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجینئر مختار فاروقی نے انجام دیے۔

تقریب کا آغاز تلاوت کلام سے ہوا، جس کی سعادت حافظ عطاء الرحمٰن نے حاصل کی۔ تقریب کے آغاز پر سٹیج سیکرٹری نے ”یوم تکبیر“ کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ بعد ازاں محفل مشاعرہ کا آغاز ہوا جس میں شعراء کرام نے یوم تکبیر اور دفاع ملت کے حوالے سے اپنا خوبصورت کلام پیش کر کے سامعین کو محظوظ کیا۔ شعراء کرام میں ممتاز بلوچ، رفیق بزمی، ڈاکٹر محسن مگھیانہ، مہر ریاض سیال، یعقوب ابوالخیری، عبد الرزاق اویسی، غضنفر شاد اور محمد عبداللہ عاصی شامل تھے۔

بعد ازاں اس تقریب کے صدر نشین چودھری رحمت اللہ بٹر نے ”یوم تکبیر“ اور حالات حاضرہ کے حوالے سے اظہار خیال کیا اور سورۃ الحدید کی آیت نمبر 25 کی وضاحت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم مسلمانان پاکستان نے بفضلہ تعالیٰ جو ایٹمی طاقت حاصل کی ہے یہ نعمت

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق ہے جو سورۃ الانفال کی آیت میں وارد ہے ”اے مسلمانو! تم جتنا ہو سکے طاقت اور گھوڑے تیار کرو، جس کے ذریعہ تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو ڈرا سکو۔

(مرتب: رانا صبغت اللہ)

بقیہ: آپریشن راہ راست یا براہ راست؟

صدمہ اور امریکہ کو کتنی خوشی و اطمینان ہوا ہے۔ اگر اس کا دیانتدارانہ تجزیہ کیا جائے تو تمام آپریشنز کے در پردہ مقاصد اور پس پردہ کردار سامنے آجائیں گے۔۔۔ پاکستان کے مستقل مفادات کے خلاف جاری یہ آپریشن جن سے صوبہ سرحد اور بلوچستان سمیت پورے ملک کی صورتحال انتہائی تیزی سے بگڑتی چلی جارہی ہے اس کو قابو میں لانے کے لئے طاقت کا استعمال کوئی حل نہیں۔

آخر میں ہم یہ بات اپنے حکمرانوں پر پوری طرح واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے عوام اپنے ہم وطنوں کے خلاف ملٹری آپریشنز اور امریکی مداخلت کے خلاف ہیں۔ واشنگٹن اور اسلام آباد میں اگر کسی کو یہ غلط فہمی ہے کہ اس طرح کے ظلم و تشدد سے پاکستان کے اندر اسلامی نظام کے نفاذ کے مطالبے کو روک لیا جائے گا تو ایسا ہونا ممکن نہیں۔ اس طرح نہ صرف قرآن و سنت کے قانون کے نفاذ کا مطالبہ مزید زور پکڑے گا بلکہ ریاستی تشدد اور امریکی مداخلت سے اسلامی جماعتوں اور جہادی تنظیموں کو مزید فروغ اور مقبولیت حاصل ہوگی۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ”راہ راست“ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین (بشکریہ روزنامہ ”جنگ“)

ضرورت رشتہ

راجپوت فیملی کو اپنی نیک سیرت، صوم وصلوٰۃ کی پابند 24 سالہ بیٹی، تعلیم ایم ایس سی کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسر روزگار، نیک سیرت لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکے کے والدین رجوع کریں۔ برائے رابطہ: 0321-4430320

دعائے صحت کی اپیل

رفیق تنظیم حافظ آباد افتخار احمد کا اکلوتا بیٹا اسامہ افتخار گردہ کے عارضہ میں مبتلا ہے اور چلڈرن ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ قارئین اور رفقاء سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم اسلامی اسلام آباد جنوبی میں رانا عبدالغفور امیر مقرر

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کی طرف سے مقامی تنظیم اسلام آباد جنوبی میں تقرر امیر کے لئے موصول ہونے والی رفقاء کی آراء اور اُن کی اپنی تجویز کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 جون 2009ء میں مشورہ کے بعد جناب رانا عبدالغفور کو مقامی امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم جہلم میں شیخ ساجد سہیل کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ پنجاب پوٹھوہار کی طرف سے مقامی تنظیم جہلم میں تقرر امیر کے لئے موصول ہونے والی رفقاء کی آراء اور اُن کی اپنی تجویز کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 جون 2009ء میں مشورہ کے بعد جناب شیخ ساجد سہیل کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

دنیا کی بہترین چیز

قاری کبیر علی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"پوری دنیا نفع حاصل کرنے کی چیز ہے اور دنیا کی چیزوں میں سب سے بہتر چیز جس سے نفع حاصل کیا جائے نیک عورت ہے۔"

یوں تو سب انسان گوشت پوست کے بنے ہوئے ہیں، عموماً سب کے اعضاء اور وجود یکساں ہیں، لیکن ایمان، اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی وجہ سے ایک کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہے۔ کالا یا گورا ہونا، کسی ملک کا باشندہ ہونا، امیر یا غریب ہونا فضیلت کا معیار نہیں۔ اگر آدمی حسن و جمال میں بڑھ کر ہو، رنگ روپ کے اعتبار سے بہتر ہو لیکن اس میں جذبۂ ہمدردی نہ ہو، محض اس کی خوبصورتی اُسے انسانیت کے شرف سے متصف نہیں کر سکتی۔ کسی شخص کو اگر دنیوی حیثیت سے کوئی بڑائی حاصل ہو، یعنی وہ عہدہ دار ہو، یا کسی اعلیٰ منصب پر فائز ہو، مگر اخلاق کے لحاظ سے پھاڑ کھانے والا یا لوٹنے والا لاخشدہ ہو تو اسے عہدہ یا منصب کی وجہ سے کوئی بھی پسندیدہ انسان نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس دولت بہت ہو مگر وہ بداخلاق، حریص اور کنجوس ہو تو محض مال کی وجہ سے اسے کوئی تفوق اور امتیازی شان حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہاں، اگر کوئی شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت دیندار ہے، نیک ہے، صاحب خلق اور شریعت کا پیروکار ہے تو وہ با کمال انسان ہے۔ وہ انسانیت کے شرف سے مالا مال ہے۔ اس کا نفس مہذب ہے۔ وہ انس والفت کا مجسمہ اور محبت واخوت کا پتلا ہے۔ ایسا انسان دوسروں کی خاطر تکلیف برداشت کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ جو بھی قرب رکھے گا وہ خوش رہے گا۔ اگر ایسے انسان (مرد یا عورت) سے کسی کا نکاح ہو گیا تو اس کے اخلاق حسنہ، اعمال صالحہ کی وجہ سے اُس کے ساتھی کی زندگی خوشیوں سے معمور ہو گی۔ اس لئے حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جس آدمی کے اخلاق اور دینداری سے تم خوش ہو تو اس کے نکاح کے پیغام کو رد نہ کرو، اور اگر تم ایسے شخص کے نکاح کے پیغام کو رد کرو گے تو زمین پر بڑا فتنہ پھیلے گا۔

کسی شخص کو اگر دنیوی حیثیت سے کوئی بڑائی حاصل ہو، یعنی وہ کسی اعلیٰ منصب پر فائز ہو، مگر اخلاق کے لحاظ سے وہ پھاڑ کھانے والا یا لوٹنے والا لاخشدہ ہو تو اسے عہدہ یا منصب کی وجہ سے کوئی بھی پسندیدہ انسان نہیں کہہ سکتا

جس طرح شوہر دیندار تلاش کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ عورت دیندار تلاش کی جائے، جو اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی دولت سے مالا مال ہو۔ بہت سے لوگ خوبصورت عورت پر دل جما لیتے ہیں۔ اس کی سفید کھال تو دیکھ لیتے ہیں مگر اس کے سیاہ دل کو نہیں دیکھتے۔ اگرچہ نکاح کے لئے خوبصورتی کو ملحوظ رکھنے میں حرج نہیں، تاہم جو چیز ضروری ہے وہ یہ ہے کہ عورت خوب سیرت ہونی چاہیے۔ نیک عورت کے بہت سے اوصاف ہیں، ہم یہاں صرف چند درج کیے دیتے ہیں۔ نیک عورت وہ ہے...... جو

1 اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منصبی سمجھے۔

2 اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اس کے عیوب تلاش کرنے کی جستجو نہ کرے۔

3 اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے۔

4 اپنے شوہر کے علاوہ کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے، نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

5 اپنی اور اپنے شوہر کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔

6 اپنے شوہر کی ہر مصیبت میں اپنی جانی و مالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

7 پڑوسیوں اور ملنے والی عورتوں کے خوش اخلاق اور شرافت و مروت کا برتاؤ کرے۔

8 شریعت کی پابندی اور حقوق اللہ و حقوق العباد ادا کرتی رہے۔

9 اپنے شوہر کے حقوق ادا کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرے۔

10 اپنے شوہر کے مال اور اپنی ناموس کو شوہر کی امانت سمجھ کر اُن کی حفاظت و نگہبانی کرتی رہے۔

حضرت ابو اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مومن بندہ نے تقویٰ کی نعمت کے بعد کوئی ایسی بھلائی نہیں پائی جو اس کے حق میں نیک بیوی سے بڑھ کر ہو۔ یعنی تقویٰ کی نعمت بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر کسی کو یہ نعمت میسر آ جائے تو بہت مبارک ہے، کیونکہ اصل دینداری تقویٰ ہی کا نام ہے۔ لیکن تقویٰ کے علاوہ جو اور بے شمار نعمتیں ہیں، ان میں سب سے بڑی نعمت "نیک بیوی" ہے۔

✿✿✿✿✿

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (III،II،I)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-5869501